

# سیرت النبی کریم ﷺ



روضہ مبارکینشاہی  
جلال آباد امین آباد

## مقدمہ مؤلف

کتاب "نصیحین اور کہانیاں" کی چوتھی جلد قارئین کے سامنے آرہی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب بھی پہلی تین جلدوں کی مانند قارئین کو پسند آئے گی اور جامعہ کے لئے مفید ثابت ہوگی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پہلی جلد ایک ماہ میں تمام ہو گئی اور دوسری سترہ چھپوائی گئی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی قارئین کو پسند آئیں گی اور جامعہ کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ اس کتاب میں مختلف داستانیں بیان کی گئی ہیں جو اخلاقی، سیاسی، اجتماعی اور عقیدتی مسائل وغیرہ پر مشتمل ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

یہ چھپوائی چھوٹی کہانیاں جن میں مسلمانوں کی تاریخ کے گراں بہا خزانہ پوشیدہ ہیں۔ جمہوری اسلامی کی برکت سے منظر عام پر آئی ہیں اور مختلف صورتوں میں لوگوں کے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ اب جب کہ خداوند عالم کی توفیقات سے زمانہ زہری و فی فقیہ نائب امام زمانہ حضرت امام خمینی ارواحنا فداہ، دشمنان اسلام کا تسلط ہمارے ملک (ایران) پر نہیں رہا اور اسلام کے حیات بخش مکتب کی ترویج کا موقع ملا ہے ضروری ہے کہ ہر منہ افراد مختلف طرق، ہنر و ادب سے تعلیم انسان ساز اسلام میں مشغول ہوں۔ یہ داستانیں پڑھنے کے لئے بھی ہیں اور عبرت کے لئے بھی۔ اسی طرح چاہیے کہ ان کو لوگوں میں بیان بھی کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

والسلام علی من اتبع الهدی

(مصطفیٰ زماں و جلالی)

نام کتاب	۱.	سوتاری کہانیاں
مصنف	۲.	مصطفیٰ زماں و جلالی
ترجمہ	۳.	ابید غنفر علی رضوی
کتابت	۴.	حبیب روپڑی
تصحیح	۵.	محمد رضا مہدی
پریم	۶.	۳۵ روپے

## عرض مترجم

بطفیل محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام جہاد بالقلم کی راہ میں یہ اولین کاوش ہے جو ہر شکل ترجمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اس کتاب کی خبر بیان جو میرے سامنے ہیں ان کی اہمیت کا صحیح اندازہ عرض کی چند سطروں میں نہیں پیش کیا جاسکتا۔ ہمارے قارئین میں سے جو حضرات اس سے قبل اس کتاب کی دیگر جلدوں کا مطالعہ کر چکے ہیں انہیں بخوبی معلوم ہے کہ یہ کن خصوصیات کی حامل ہے۔ اور جن کے واسطے یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے وہ اس کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوں گے اور جو لوگ دینی معلومات سے کوئی گہری دلچسپی و وابستگی نہیں رکھتے وہ اس کی کتب سے اپنے آپ کو احساسات دین سے قریب تر کر سکتے ہیں اور عین ممکن ہے کہ یہ کتاب بہت سے افراد کے واسطے دین سے تقرب کا چشمہ سر آواز قرار پائے اور وہ مذہبی کتابیں بھی پڑھنے کے عادی ہو جائیں۔ مذہبی کتابوں کے علاوہ آپ جو دوسری کتابیں پڑھتے ہیں اس کی وجہ دینی کتب میں خاطر خواہ مزہ یقیناً نہیں ملتا مگر آپ نے ان کتابوں کے پڑھنے کا ذوق و شوق بچپن سے یا ایک طولانی عرصے سے پیدا کر رکھا ہے۔ ان کتابوں کے پڑھنے کا جذبہ پیدا ہو کہ نہ ہو، مگر دینی و اخلاقی تو پڑھنا بہت ہی ضروری ہے۔ دین، دنیا سے ہزاری کا نام نہیں بلکہ دین کے ساتھ دنیا

عین مقصد اسلام ہے۔ آپ دین کا ستون ہیں۔ دین کو غریب مت تصور کیجئے۔ اور اب آخر کلام میں یہ عرض کر دوں کہ میری حوصلہ افزائی آپ کی توجہات پر مبنی ہو گی اور وہ محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تصدیق میں کائنات کی ہر شے خالق ہوئی، ان کی خدمت میں ہر یہ ناچیز کس شمار و قطار میں۔ مگر ایسا بھی نہیں ہم نے ہر موقع پر انہیں دینی و بخود و سخا کی انتہا کے یہ حروف اول ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ چاہئے والوں کے ناچیز ہر یہ کو عظیم اور اپنی عظیم عطا کو بھی کم سمجھتے ہیں۔ خدا یا زیست کی نفس آخر بھی انہیں توقعات پر تمام ہو۔

(اصیٰ بن یاسر رب العالمین)

خادم سید غفر علی رضوی

مقیم حوزہ علمیہ

جمہوری اسلامی ایران

## سبب طباعت

چونکہ مولائے متقیان غالب کل غالب مطلوب کل طالب حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو باعتبار سنہ عیسوی چودہ سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے عالمی پیمانے پر علمی مقابلے، محافل مقاصدے و جشن مسرت کے اہتمامات اعلیٰ پیمانے پر کئے جا رہے ہیں چنانچہ ہمارے آبائی وطن جلال پور میں ۱۶، ۱۷، ۱۹ جنوری سنہ ۱۳۲۰ کو یادگار جشن مولائے دو جہاں نقش قلوب مؤمنین ہو جانے کے بعد تالاب قائم رہنے والی تحریر سے زینت و تھکاس کرنے کا شرف ادارہ میثم تمار بہرائچ حاصل کر رہا ہے یہ تحریر اب تک کی تمام کتب سے نرالی شان شوکت کے علاوہ ہر سنہ و سال مرد و عورت کے ذہنوں پر بار بار ہوتے ہوئے بھی اصلاح نفس و معاشرہ و ذوق کتب بینی کا بہترین پیغام بر ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

الاقل غلام الثقلین محتار  
الافاضل واعظ حدید  
موزع علیہ الامام الصادق کریم پور مہار پور

یادگار چہارہ صد سال ولادت باسعادت مولائے متقیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ناشر

ادارہ میثم تمار بہرائچ۔ یو پی انڈیا

نمبر	داستان	نمبر	داستان
۱	سعدت کا انجام	۱۸	صدقہ آسانی بلا کو مالتا ہے
۲	امام حسین کی سعادت	۱۹	صدقہ سے تمام نحو سیتیں
۳	سختی ترین شخص	۲۰	دفعہ ہو جاتی ہیں
۴	امام موسیٰ بن جعفر	۲۱	صدقہ اور نفاق میں
۵	اور عید نور روز	۲۲	جتنا ناپسندیدہ ہے
۶	بخیل سے ہر شخص عاجز ہوتا ہے	۲۳	کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟
۷	بخیل کی دولت بھی وہاں جان ہے	۲۴	لوگوں کی گزارشات
۸	کس کو تکلیف پہنچا دیتے۔	۲۵	کیسے قبول کی جائیں
۹	ایک نوالہ	۲۶	امام زین العابدین اور عیسیٰ بن مریم
۱۰	سنگساروں کی ہراس	۲۷	صدقہ دینے سے رزق کیا ہوتا ہے
۱۱	غلام سے درخواست کا نتیجہ	۲۸	سند بلایت
۱۲	سنگساروں کے ساتھ	۲۹	اس دعا میں توبہ خیرات تھا
۱۳	غلام دجیل کی ناسیدگی	۳۰	دعا کیوں دیر سے قبول ہوتی؟
۱۴	مجاہد قدرت	۳۱	دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟
۱۵	انہیں امام کی طرف سے ایاز بھی	۳۲	بندہ سستی
۱۶	کیا مومن کے علاوہ کسی کو	۳۳	سلمان فارسی کس چیز سے
۱۷	صدقہ دے سکتے ہیں؟	۳۴	ڈرتے تھے؟
۱۸	صدقہ اور نفاق	۳۵	امام بن جعفر کیوں نہیں تھے؟
۱۹	حلال سے ہونا چاہیے	۳۶	حقیقی خوف کتنا ہے؟
۲۰	صدقہ دیکھنے والی کی حفاظت کرو	۳۷	کیا خوف اچھا ہوتا ہے؟

صفحہ نمبر	دراستان	صفحہ نمبر	دراستان	صفحہ نمبر
۲۳	مذہبِ حق کی رائیں کسی گزرتی ہیں؟	۵۷	انھوں نے کس طرح قیام کیا؟	۸۸
۲۵	ہمیں اس دن کے لیے کیا تیار رکھنا چاہیے؟	۵۸	اس نے قرآن کی تعلیم میں کیا کیا دیکھا؟	۹۰
۲۶	وہ جسے خدا دیکھو	۶۲	کیا کیا دیکھا؟	۹۰
۳۷	مذہبِ خدا کا ہر کام	۵۵	مسلمان استغاثت رکھتے ہیں	۹۲
۳۸	شہا بن حسان ہے	۶۴	ابو دھانہ کی استغاثت	۹۵
۳۹	بشر حانی کی توبہ	۶۵	ایک مسلمان خدا کی استغاثت	۹۶
۴۰	مشہور ماحسن	۶۶	استاد ابوالحسن کون تھے؟	۹۸
۴۱	حقیقی توبہ	۶۷	مسلمان کو مستقل غم کی وجہ سے	۱۰۰
۴۲	ایک اور نمونہ	۷۰	ہونا چاہیے۔	
۴۳	عالمِ سوس نہ ہو	۷۱	اس میں اتنی طاقت تھی	۱۰۱
۴۴	ہر گناہ کے لئے بخشش تو ہے	۷۲	سچی توبہ کرنا ہے	۱۰۳
۴۵	قرآن مجید سے ایک واقعہ	۷۳	قیامت میں غیبت کی مزا	۱۰۴
۴۶	ہمیں ہزار درہم	۷۴	ہم اپنے بھائیوں کی خوشنکداری	۱۰۵
۴۷	سختیوں میں بھی اور توسل بھی	۷۵	اس نے غیبت کرنے والے کو	۱۰۶
۴۸	عالمِ خوف کا تقدیر	۷۶	وہ نے کوسنا دی	
۴۹	اس نے امام کی عقل کی	۷۷	خدا کے علاوہ کسی پر	
۵۰	دوستی اہل بیت	۷۸	میرورہ نہ کرو	
۵۱	شیوہ کون ہے	۷۹	ہمیں عیب کے وقت کو	
۵۲	ایک اور نمونہ	۸۰	بہتر مانگنی چاہیے؟	
۵۳	نعمت واقعی کیا ہے؟	۸۱	میں نے خدا کی نعمتیں	

صفحہ نمبر	دراستان	صفحہ نمبر	دراستان	صفحہ نمبر
۱۳۱	حضرت آدمؑ چھ جنتوں کے سامنے	۸۵	حضرت یونسؑ کی دعا	۱۱۲
۱۳۲	جنتِ لائی اور شہ سلطان	۸۶	علاء الدین کی دعا	۱۱۶
۱۳۳	کی گشت	۱۱۷	برگشتہ دنیا پر پھر سے کرتے ہیں	
۱۳۴	یہ تم کی سرپرستی کا اجر عظیم	۸۷	علاء الدین کی دعا	۱۱۸
۱۳۵	اخلاق پر عظیم	۸۸	علاء الدین کی دعا	۱۱۹
۱۳۶	پیغمبر اسلامؐ کی بہترین ملاقات	۸۹	علاء الدین کی دعا	۱۲۰
۱۳۷	نبیوں کی عبادت اور اس کی دعا	۹۰	علاء الدین کی دعا	۱۲۱
۱۳۸	منازک اسلام کی عبادت	۹۱	علاء الدین کی دعا	۱۲۲
۱۳۹	ابو طالب کا ایک مسلمان سے ملاقات	۹۲	علاء الدین کی دعا	۱۲۳
۱۴۰	قرآن کا جواب لینی کی کوشش	۹۳	علاء الدین کی دعا	۱۲۴
۱۴۱	ماہوریت میں سعادت	۹۴	علاء الدین کی دعا	۱۲۵
۱۴۲	کافرانہ	۹۵	علاء الدین کی دعا	۱۲۶
۱۴۳	عجیب جواب	۹۶	علاء الدین کی دعا	۱۲۷
۱۴۴	فلسفہ ہفت بحیر	۹۷	علاء الدین کی دعا	۱۲۸
۱۴۵	خدا توبہ قبول کرنے والا ہے	۹۸	علاء الدین کی دعا	۱۲۹
۱۴۶	اور مسہرمان ہے	۹۹	علاء الدین کی دعا	۱۳۰
۱۴۷	یہاں کے لئے مغرب جگہ	۱۰۰	علاء الدین کی دعا	۱۳۱
۱۴۸	جنت میں حضرت عباسؓ کی	۱۰۱	علاء الدین کی دعا	۱۳۲
۱۴۹	کی منزلت	۱۰۲	علاء الدین کی دعا	۱۳۳
۱۵۰	حق کے اہل حق اور راست میں دوست	۱۰۳	علاء الدین کی دعا	۱۳۴



## ۱۔ سخاوت کا انجام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں سے کچھ لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک شخص انحضرت سے نہایت متنبہ ہے۔ میں بیہودہ گفتگو کر رہا تھا۔ پیغمبر اکرمؐ اس کی اس گفتگو سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقمہ میں پر غصہ کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ نے اپنا سر جھکا لیا اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ اس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ آپ کا یہ وردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ شخص سخی ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ سنتے ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ختم ہو گیا۔ آپ نے اپنا سر بلند کیا اور آدمی سے فرمایا: اگر جبریلؑ میرے پروردگار کی جانب سے مجھے یہ خبر دیتے کہ تو مرد سخی ہے اور تو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ تو میں تجھے یہاں سے اس طرح نکالتا کہ تیری داستان ہر خاص و عام کے کئے داستان عبرت بن جاتی۔ اس میں شخص نے عرض کیا کہ کیا آپ کا پروردگار سخاوت کو دوست رکھتا ہے؟ آپ



نے خواب میں فرمایا: "ہاں" اس معنی میں اس وقت کلمہ پڑھا اور شہادت دی کہ بے شک سوائے پروردگار کے کوئی خدا نہیں اور آپ اس کے رسول برحق ہیں اس خدا کی قسم جس نے آپ کو موجود کر دیا ہے میں نے اپنے مال سے آج تک کسی کو بائوس اور ناامید دایس نہیں کیا (فروع کالی جزو چہارم ص ۲۹)

## ۲۔ امام حسینؑ کی سخاوت

عمر بن دینار روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام زید بن اسامہ کی عیادت کے لئے گئے۔ دیکھا کہ زید حالت مرض میں نہایت غم و اندوہ کا شکار ہیں۔ امام علیہ السلام نے سبب پوچھے ہوئے فرمایا: "اے بھائی تم کیوں آنکھ پریشان ہو۔ حضرت زید نے عرض کی کہ میں ساٹھ ہزار درہم کا مقروض ہوں۔ امام نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کروں گا حضرت زید نے عرض کی: "آقا میں ترہا ہوں کہ میں ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور قرض ادا نہ ہو سکے۔ امام نے فرمایا: "اے بھائی جب تک تمہارا قرض ادا نہ ہو گا تم نہیں مرو گے۔ اور امام نے حضرت زید کی موت سے قبل ان کا قرض ادا کر دیا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے: بادشاہوں کی بدترین صفات یہ ہیں کہ دشمنوں سے ڈریں بے سہارا لوگوں اور ناداروں پر رحم نہ کریں اور عطا و بخشش کے وقت نخل سے کام لیں۔

## ۳۔ سخی ترین شخص

ایک مرتبہ ایک اعرابی مدینہ پہنچا اور پوچھا کہ مدینہ میں سخی کون ہے۔ لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں اسے بتایا اور اس اعرابی کو آپ کی خدمت آند میں پہنچا دیا۔ اعرابی جب مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام علیہ السلام نماز

ادا فرما رہے ہیں۔ وہ اعرابی وہیں پرک گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا: جس نے آپ سے اپنی امیدیں وابستہ کیں اور آپ کے زنجیر و رکوع بخشش کی امید سے کھٹکھٹایا وہ آج تک ناامید نہیں ہوا۔ آپ سخی ترین شخص اور یماروں کے ماویٰ اور طبخا ہیں آپ کے والد محترم فاسقوں کو داخل جہنم کرنے والے ہیں۔ اگر آپ کے والد ماجد اور جہاد مار رہے ہوتے تو میں جہنم سے کسی طرح نجات نہ ملتی۔

حضرت سید الشہداء نے نماز تمام کی اور جناب قبیر سے فرمایا کہ مال حجاز میں سے کچھ ناقہ چلے۔ یہ جناب قبیر نے عرض کی: جن ہاں چار ہزار دینار باقی ہیں۔ امام نے حکم دیا کہ جا کر لے آؤ۔ کہ جس کی قسمت کے وہ دینار تھے وہ آگیا ہے۔ جب دینار آگئے تو آپ نے اپنا پیڑ میں اتارا اور اس میں پیٹ کر شرم و حیا کی وجہ سے وردار سے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر اس کو دے دیئے اور یہ اشعار پڑھے ترجمہ:- میں تجھ سے سعادت خواہ ہوں، تو اس مقدار کو قبول کر لے۔ میں تجھ سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ اگر آئندہ مجھے کھڑے ہونے کا موقع ملا شاید یہ حکومت و خلافت کے بارے میں کہنا یہ ہے (تو تجھے اور بھی دوں گا یعنی تیرے لئے ثروت کی کمی نہ ہوگی۔ اور آئندہ حال متعین ہے۔ اور اس وقت میرا ہاتھ مانا اعتبار سے فعال ہے۔

اعرابی نے دینار لے لئے اور روناشروع کر دیا۔ امام نے فرمایا جو کچھ تم نے دیا ہے شاید وہ کم ہے۔ اعرابی نے کہا: نہیں مولانا میں اس سے رو رہا ہوں کہ آپ کے یہ سخی ترین ہاتھ زمین میں کسی طرح چھپ سکتے ہیں۔

صاف شہر آشوب ص ۴۰

شعیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو سپرد خاک کیا گیا تو آپ کی پشت مبارک پر گھٹے پائے گئے۔ امام

زمین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ یہ نشان کیسے پڑے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ میرے بابائیتوں، ناچاروں اور میواؤں کے لئے روٹیاں اور گجری اپنی پشت مبارک پر رکھ کر تقسیم کرنے کے لئے جاتے تھے، یہ اسی کے نشان ہیں۔  
(مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۶۷)

## ۴۔ امام موسیٰ بن جعفر اور عید نوروز

ارباب تاریخ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور دوانیقی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ عید نوروز کی مناسبت سے دربار لگے گا، آپ بھی دربار میں تشریف لائیے گا، اور جو بھی بد یہ آئے وہ قبول کر لیں، امام نے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں نے اپنے جد امجد جناب رسول خدا سے سنا ہے اس کے بارے میں اس کے متعلق روایات ہیں بھی دیکھا ہے مگر کہیں کچھ نہ پایا۔ یہ رسومات صرف فارس "ایران" والوں کے لئے مخصوص ہیں اور اسلام میں اس کا وجود نہیں ملتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جو چیز اسلام میں نہ ہو ہم اس کو بجالائیں، منصور نے کہا کہ ہم اپنی حکومت کی سیاست کے لحاظ سے یہ دربار لگائیں گے آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اس میں ہماری موافقت فرمائیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام روز عید دربار میں تشریف لائے اور ایک جگہ بیٹھ گئے، امراء اور مملکت کے عہدے دار آئے اور مبارک باد پیش کرنے اور عید و خیرہ لائے، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے منصور نے ایک غلام کو معین کر رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص امام کی خدمت میں کچھ عید پیش کرے تو وہ اسے رکھتا رہے جب سب امراء اور رؤساء آگئے تو آخر میں ایک ایک بوڑھا غریب شخص آیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں ایک غریب آدمی ہوں میرے پاس مال دینا سے کچھ نہیں ہے، جو یہاں پیش کرتا مگر تین اشعار ہیں جو میرے

جبتے آپ کے جد امجد امام حسین کی شان میں کہتے تھے اور وہ یہ ہیں۔

ترجمہ: "مجھے ان تیرہ دھار تلواروں پر تعجب ہے کہ لوگوں نے آپ (امام حسین) کے جسم مبارک کو ہر طرف سے گھیر لیا باوجودیکہ مظلومیت کے گرد و غبار آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور میں اس بات پر تعجب ہوں کہ تیرے کس طرح آپ کے جسم نازنین میں بیوسٹ ہو گئے جب کہ اہل بیت اٹھنا گر رہے کھاں تھے۔ اور جناب رسول خدا اور مولائے کائنات کو پکار رہے تھے کیوں کر وہ تیرا پس میں ٹکرا کر نصرت و نالود نہ ہو گئے اور آپ کی عظمت و جلالت کے باوجود وہ تیرا آپ کے جسم مبارک تک کیسے پہنچ گئے، امام نے فرمایا کہ میں نے تیرا یہ قبول کیا۔ اب تو بیٹھ جا، اس کے بعد آپ نے اس شخص کو دعائیں دیں پھر غلام کے ذریعہ غلام کو بھیج کر معلوم کروایا کہ اس مال کا کیا مصروف ہے؟ منصور نے جواب میں کہا کہ یہ تمام مال آپ کے اختیار میں ہے آپ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ امام موسیٰ کاظم نے اس پر مردانہ سے فرمایا کہ تو سارا مال لے جا یہ سب میں نے تجھے بخشا۔  
(مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۶۷)

## ۵۔ بخیل سے ہر شخص عاجز ہوتا ہے

ایک کنجوس آدمی نے ایک مرغ حلال کر کے اپنے غلام کو دیا اور کہا اگر اس کو خوب مزے دار پکاؤ تو میں تم کو آزاد کروں گا، غلام نے تمام تر کوشش بروئے کار لا کر مرغ پکا کر شاد آقا کے قول کے مطابق آزاد ہو جائے، جب کھانا تیار ہو گیا تو اس کنجوس شخص کے سامنے پیش کیا کنجوس نے مرغ چھوڑ کر باقی سب مصالحہ تو کھا لیا اور غلام سے کہا اگر اسی مرغ سے بہترین بریانی پکاؤ تو تم کو آزاد کروں گا، غلام نے دوبارہ کوشش کر کے بریانی پکا لی، لیکن پھر کنجوس



نے گوشت چھوڑ کر سب کچھ کھا لیا اور غلام سے کہا اگر اس گوشت سے مطمئن تیار  
کر دو تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ غرض کہ کچھ سو آدمی نے ایک ہی مرغ سے طرح طرح  
کے منہ دار کھانے پکوائے لیکن مرغ پھوڑوٹا تھا۔ آخر کار غلام نے تنکے سے  
کر کہا کہ آقا میں آزاد نہیں ہونا چاہتا۔ آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اس مرغ کو آزاد  
کر دیں یعنی کھا کر ختم کر دیں۔ تاکہ آپ کی طرف سے کم از کم اس مرغ کو تو اطمینان  
حاصل ہو جائے!

#### ۴۔ بخیل کی دولت بھی وبال جان ہے

ابن امامہ ہمالی سے مروی ہے کہ ایک روز ثعلبہ بن حاطب انصاری جناب  
رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! عاقرین پروردگار  
مجھے دولت مند بنادے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر خدا و  
گم کرتے ہو اس زیادہ مال سے کہیں بہتر ہے جس کے حساب و کتاب میں الجھ کر تم  
شکر پروردگار کا بجالانے سے قاصر ہو۔ یہ سن کر ثعلبہ چلا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے  
بعد دوبارہ آیا اور اپنے مال کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تم میرے  
پیر اور ماننے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں کہ تمام یہاں میرے  
لے سونابن جاشن تو ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر ثعلبہ پھر چلا گیا۔ لیکن تیسری  
مرتبہ پھر آیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کیجئے، اگر پروردگار مجھے دولت دیگا  
تو میں کسی کا حق دینے میں تاخیر نہ کروں گا مگر جس کا حق ہوگا جناب رسول خدا  
لے دعا فرمائے! پروردگار ثعلبہ کی مال امداد فرما، ثعلبہ واپس گیا اور چند عرصہ

مستغرق

خریدیں کچھ کدو بعد بھڑوں میں اس طرح اضافہ ہوا جیسے چونٹیاں اٹھنے لگی  
ہیں اور بچے پیدا کرتی ہیں۔ ابتداء میں ثعلبہ پانچویں وقت کی نماز میں اس  
رسول خدا کی اقتداء میں پڑھتا تھا۔ جیسے جیسے بھڑوں میں اضافہ ہوتا گیا اس  
نے نماز جماعت میں شرکت کم کر دی۔ یہاں تک کہ صرف ظہر اور عصر کی نماز  
کے لئے مسجد آنے لگا۔ اور باقی نمازیں بھڑوں کے آجگاہ ہی پڑھ لیا کرتا تھا۔  
آہستہ آہستہ بھڑوں کی زیادتی نے اسے اس منزل تک پہنچایا کہ وہ صرف  
جمعہ کے دن مدینہ آتا اور نماز میں شرکت کرتا اور باقی دنوں میں بھڑوں کی  
ربائش گاہ ہی پر نماز پڑھ لیتا۔ اس عمل کو بھی کچھ عرصہ میں چھوڑ دیا۔ لیکن پھر بھی  
بچنے میں ایک بار راہ چلتے افراد سے مدینہ کا حال معلوم کر لیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ پیغمبر نے لوگوں سے ثعلبہ کا حال پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس  
کے پاس اتنی کثرت سے بھڑیں ہو گئی ہیں کہ قرب و جوار میں ان کے رکھنے کی جگہ  
نہیں، لہذا وہ مدینے سے دور چلا گیا ہے۔ آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا ثعلبہ  
پر وائے ہو، ثعلبہ پر وائے ثعلبہ پر وائے ہو کچھ عرصے بعد آیتہ زکوٰۃ نازل  
ہوئی۔ پیغمبر اکرم نے دو افراد کو جن میں سے ایک بنی سلیم اور دوسرا قبیلہ جہنیہ  
سے تھا زکوٰۃ کی وصولیاتی کے لئے مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ ثعلبہ اور دیگر  
افراد سے زکوٰۃ لے لیں اور ساتھ ہی ایک نوشتہ بھی ان دونوں کو دیا۔ وہ لوگ  
ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے حکم نامہ پڑھ کر سنایا۔ ثعلبہ نے کچھ دیر سوچا اور  
کہا کہ یہ تو مجھے جزیرہ یا شہیدہ جزیرہ معلوم ہوتا ہے۔ تم لوگ پہلے دوسروں سے  
وصول کر لو پھر میرے پاس آنا۔ وہ لوگ وہاں سے بنی سلیم کے ایک آدمی کے پاس  
آئے۔ اس نے جب آیتہ زکوٰۃ کے متعلق سنا تو اپنے اوشوں میں سے بہترین اوش  
تلاش کر کے بطور زکوٰۃ ان کے حوالے کر دیئے۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ تم

نے مجھے اس وجہ سے منع کر دیا ہو کہ ممکن ہے کہ مجھ سے شستی ہو یا کسی کا حق غصب کروں۔ لیکن میں دوبارہ ان کی خدمت میں جاؤں گا اور عہد کروں گا کہ مجھ سے ایسا کام سرزد نہیں ہوگا کہ کسی پر ظلم کروں۔ یا کسی کا حق غصب کروں۔ لہذا دوبارہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں خیال ہے کہ شاید آپ نے اس وجہ سے مجھے اس کام سے منع کیا ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے ہوں کہ لوگوں پر مجھ سے ظلم ہوگا۔ لیکن میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں کسی پر ظلم کروں تو میری بیوی اسی وقت مجھ پر حرام ہو جائے گی اور جتنے کینز اور غلام ہیں وہ سب آزاد ہو جائیں گے۔ اور میں خود بھی شہرہ عدل سے خارج ہو جاؤں گا۔ امام نے کہا کیا میں تم پر پھر اپنی قسم اور عہد کو دہرایا۔ امام نے اس وقت اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: *رَضَاوَالسَّادَاتُ عَلَیْكَ مَرْحَبًا* یعنی اس دور میں کسی جگہ کا حاکم ہونے سے زیادہ آسان آسمان کی بلند یوں پر پہنچ جانا ہے مطلب یہ تھا کہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ تم حاکم بن جاؤ، اور کسی پر ظلم نہ کرو۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ (فسرہ کافی، جزء پانچواں ص ۱۸)

### ۱۳۔ صاحبانِ قدرت

زیادہ دین ابی سلمہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام مولیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے مجھ سے پوچھا: زیادہ متبار سلطنت میں مل دخل ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! امام نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا لوگوں پر میں احسان کرتا ہوں اور غریبوں کی مدد کرتا ہوں۔ کیوں کہ میں نے انہیں اس بات کا عادی بنا دیا ہے۔ لہذا اس کو ترک نہیں کر سکتا۔ دوسری جانب میرے بیوی اور بچے ہیں اور ان کے لئے کوئی اور وسیلہ اس کے علاوہ نہیں ہے۔ امام نے فرمایا

اگر مجھے کسی بہانہ کی چوٹی پر گرا دیا جائے اور میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تو یہ مجھے پسند ہے کہ مجھے ایسے افساد (یعنی ظالم) کے لئے کام کرنا پڑے۔ اور اگر مجھے ان کے گھر پر قدم رکھنا پڑے تو میں بہانے سے گریزا پسند کروں، مگر ایک صورت میں۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ امام نے فرمایا کہ (الانشرف لکم خبری عن مؤمن ادخلک اسرہ او قضاہ دینک) وہ یہ کہ یا تو کسی مؤمن کو (ظالموں کے ظلم سے) نجات دلانے کے لئے یا اس کے کام میں مدد اور اس کی آزادی کے لئے یا اس کا قرض ادا کرنے کے لئے۔ زیادہ باطل امور میں حکومت کے عہدیداروں کا روزِ قیامت آسان ترین مرحلہ یہ ہوگا کہ ان کے چاروں طرف ان کی چاک کھری کر دی جائے گی۔ اور وہ چاروں اس وقت تک رہے گی جب تک پروردگار کا ایک شخص کا حساب نہ کرے گا۔ زیادہ اگر اس مملکت میں عہد سے دار ہو تو اپنے بھائیوں سے شک کر دے کہ ان بادشاہوں کے ساتھ رہتے ہوئے جو اعمال انجام دیئے ہیں اور گناہگار ہو گئے ہوں تو نیکی کرو۔ نیکی کی وجہ سے وہ گناہ دھل جائیں گے۔ زیادہ لوگوں میں سے ہر شخص خود کو ہمارے تابع اور اسے والوں میں شمار کرتا ہو۔ اور ان لوگوں کے لئے (عباسی خاندان کے لئے) کام کرنا ہو اگر اپنے اور ان کے درمیان لوگوں کی حاجت برآری کا اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے برابری کا قائل ہو اس سے کہہ دو کہ اگر تم ان امور میں اپنے آپ کو پیر و ان محمد و آل محمد میں سے سمجھتے ہو تو یہ سب مجھوٹ ہے اور ایک دعوئے بے جا ہے۔ زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ زیادہ! جب تم کو عوام الناس پر قدرت اور اختیار حاصل ہو جائے تو یہ بات یاد رکھنا کہ کل روزِ قیامت پروردگار بھی تم پر قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ بات بھی تمہارے پیشِ نظر ہے کہ جو نیکیاں تم نے لوگوں پر کی ہیں ہو سکتی ہیں انہیں تم بھول جاؤ اور وہ لوگ بھی بھول جائیں جن پر تم نے نیکیاں

کی ہیں، لیکن یہ نیکیاں روز قیامت باقی رہ جائیں گی اور تمہارے کام آئیں گی۔  
(فسرہ کافی ص ۱۱)

## ۱۴۔ انہیں امام کی طرف سے اجازت تھی

حضرت علی بن یقظین، امام صادقؑ اور امام موسیٰ بن جعفرؑ کے زمانے میں شیعیان اہلبیت اطہار میں سے تھے۔ وہ ہارون الرشید کے ذریعہ ہونے کی وجہ سے اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے تھے اور تفتیح کرتے تھے۔ اس کے باوجود اکثر وسیع بہت سے اموال امام صادقؑ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے۔ کبیر بن محمد اشعری کہتے ہیں ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظمؑ سے فرمایا میں نے گذشتہ رات پروردگار سے دعا کی کہ پروردگار علی بن یقظین کو ہمیں بخش دے۔ پروردگار نے بخش دیا۔ اسی وقت سے علی بن یقظین نے مال دولت اور حجت کا اظہار ہم سے کیا اور اسی وجہ سے دنیا و آخرت میں سرفراز ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ علی بن یقظین نے ایک لاکھ درہم سے عین لاکھ درہم تک امام کی خدمت میں ہدیہ بھیج دیئے۔ جس کو امام نے فقراء و مؤمنین اور اپنے غریب رشتے داروں میں تقسیم کر دیا۔ علی بن یقظین نہایت عزیز میں جب کہ امام موسیٰ کاظمؑ قید میں تھے انتقال فرما گئے۔

علی بن یقظین نے ایک مرتبہ امام سے پوچھا اگر آپ کہیں تو میں وزارت سے استعفیٰ دے دوں۔ اور اس کام سے کنارہ کشی اختیار کر لوں۔ امام نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا: علی! استعفیٰ نہ دینا۔ ہم تم سے انس و محبت رکھتے ہیں۔

لے مجالس قاضی نورانی ..... ج اول ص ۳۸۸۔

رجب کہیں ہمارا ساتھ تم سے ہوگا اس وقت تمہارے دو سرے بھائی بھی تمہارے اس ظاہری قیام اور عہدہ کی وجہ سے عزت و تہرور رکھتے ہیں اور محترم ہیں۔ اور شاید پروردگار تمہارے وسیلے سے کسی کو کوئی دینی و دنیاوی فائدہ پہنچائے اور اس کی پریشانی کو حل فرمائے۔ ممکن ہے اسی وجہ سے مخالفین کے کیشہ اور بغض و عداوت کی آگ کو ٹنڈا کر ڈالے۔ علی! ایسے اداروں میں کام کرنے کا کفار یہ ہے کہ تم دینی بھائیوں سے نیکی کرو۔ اگر تم ایک کام کو انجام دو تو میں تمہارا تین چوبیس میں مقام ہوں۔ تم عہد کرو کہ تم جب بھی اپنے کسی دینی بھائی سے ملو تو اس کی عطا کو پورا کرو اور اس کے ساتھ نیکی کرو۔ میں بھی ضمانت دیتا ہوں کہ تم کسی وقت قید میں نہیں رہو گے۔ اور نہ ہی تم پر تلوار اٹھائی جائے گی۔ اور نہ تم کہیں کسی کے محتاج ہو گے۔ اور فقر و تنگدستی کا مسئلہ بھی نہیں دیکھو گے۔ علی! جو کسی مومن کو خوش کرے اس نے سب سے پہلے خدا پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس سے پھر ہم کو خوش کیا۔

## ۱۵۔ کیا مومن کے علاوہ کسی کو مسترد دے سکتے ہیں؟

محل بن یحییٰ کہتے ہیں ایک مرتبہ رات میں جب بارش ہو رہی تھی میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے گھر سے باہر نکلنے اور اللہ تعالیٰ کی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں امام کی کوئی چیز زمین پر گر گئی۔ امام نے فرمایا (بسم اللہ) ..... اللہ تعالیٰ علیہ السلام پروردگار میری گمشدہ اشیاء مجھے مل جائیں۔ میں ان کے قریب گیا اور سلام کیا۔ امام علیہ السلام

لے ایسا اسبابان حسن میں بے گھر فساد رہتے تھے۔

نے پوچھا: معلیٰ تم ہوا میں نے کہا میری جان آپ پر خدا میں معلیٰ ہوں۔ امام نے  
فسرہ اما تلاش کرو، یہاں جو کچھ ملے مجھے دے دو۔ میں نے تلاش کرنا شروع  
کیا تو دیکھا کہ کافی روٹیاں زمین پر بکھری ہوئی ہیں جتنی روٹیاں مجھے مل سکیں  
نے جمع کر کے امام کی خدمت میں پیش کر دیں۔ امام کے پاس وہاں ایک بڑا  
بوریا تھا جس میں روٹیاں تھیں۔ اور وہ بوریا اتنا بھاری تھا کہ اس کو اٹھانا میرے  
لئے بھی بہت دشوار تھا۔ میں نے امام سے عرض کی مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو  
اٹھا لوں۔ امام نے فرمایا: نہیں میں خود اس کا ستر دار ہوں۔ کہ اس سامان کو اٹھاؤں۔  
لیکن تم اتنا کرو کہ میرے ساتھ اللہ بنی ساعدہ تک چلو۔ جب ظلمہ بنی ساعدہ پہنچے  
تو دیکھا کہ کچھ لوگ سو رہے ہیں۔ اس حالت میں امام جعفر صادق ایک ایک فرد  
کے پاس جاتے اور ایک ایک یا دو عدد روٹیاں رکھتے۔ اس طرح ہر شخص تک  
روٹی پہنچاتے ہوئے ہم لوگ ظلمہ بنی ساعدہ سے باہر نکل آئے۔ میں نے سوال کیا  
کیا یہ لوگ آپ کے حق کو پہچانتے ہیں؟ اور شیعہ ہیں؟ امام نے فرمایا اگر یہ لوگ  
حق کو پہچانتے ہوتے تو ان کو روٹی کے ساتھ تک بھی دیتا۔ (شاید منظور  
یہ ہو کہ ان لوگوں کو اپنے گھر پر ایک دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتا) معلیٰ یہ جان  
لو کہ پروردگار نے جو چیزیں پیدا کی ہے اس کے لئے ایک خزانہ عظیم کیا ہے۔  
مگر صدقہ ایسی چیز ہے کہ پروردگار خود اس کا مالک اور نگہبان ہے۔ میرے والد  
یعنی امام باقرؑ جب بھی صدقہ دیتے تھے تو صدقہ سائل کو دے کر واپس لے  
لیتے تھے۔ اور اس کو چومتے اور سو گنتے تھے اور دوبارہ اس سائل کو دے دیتے  
تھے۔ رات میں صدقہ دینے سے خدا کی ناراضگی ختم ہوتی ہے۔ گناہ ختم ہوتے  
اور دوزخ قیامت حساب میں آسانی کا باعث بنتا ہے۔ اور دن میں صدقہ دینے  
سے عمر اور مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے

کنارے سے گزر رہے تھے اور روٹی توڑ توڑ کر دیہات میں ڈالتے جا رہے تھے۔ ان  
کے حواریوں میں سے ایک نے پوچھا کہ آپ روٹی دریا میں کیوں ڈال رہے ہیں  
حالانکہ یہ روٹی آپ کی غذا ہے؟ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اس لئے دریا میں  
ڈال رہا ہوں کہ دریا کی جانوروں میں سے کسی کی غذا بن جائے۔ اور خداوند عالم  
کے حضور اس عمل کا بہت بڑا ثواب ہے۔

## ۱۶ صدقہ اور اتفاق مال حلال سے ہونا چاہیے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے سنا کہ اہل  
سنت و الجماعت ایک شخص کا بہت احترام کرتے ہیں اور اس کی بہت تعریفیں  
کرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اس سے اس طرح ملوں کہ وہ مجھے سچائی نہ سکے۔  
اتفاق سے ایک روز اسے دیکھا کہ بہت لوگ اس کے گرد بیٹھے ہیں۔ لیکن وہ ان  
سے کنارہ کش ہونا چاہتا تھا۔ اور ایک کپڑے سے وہ اپنے چہرے کو ناک  
تک چھپائے ہوئے مستقل اس کو شش میں تھا کہ کسی طرح ان کے درمیان سے  
اٹھ جائے۔ بالآخر ایک طرف سے ان کے درمیان سے اٹھ کر نکل گیا۔ میں اس  
کے پیچھے پیچھا اور اس کے عمل کو دیکھتا رہا کہ ایک نادان کی دوکان تک پہنچے  
نادان اس کی طرف سے غافل تھا۔ تو وہ موقع پاتے ہی پیچے سے دو روٹیاں لے  
کر چل دیا۔ کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا کہ ایک شخص انار بیچ رہا ہے اس کی نظر پڑتی  
ہی اس شخص نے دو عدد انار بھی اٹھ لئے۔ امام فرماتے ہیں کہ مجھے بہت تعجب  
ہوا کہ یہ شخص چوری کیوں کر رہا ہے۔ بالآخر راستے میں وہ ایک مریض کے پاس

لے فسار کا کافی جزو چارم ص



گیا اور اس کو وہ دونوں روٹیاں اور انار دے دیئے۔ میں اس کے پیچھے ہی چلتا رہا۔ یہاں تک کہ شہر سے باہر نکل گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ایک گھر میں داخل ہو، میں اس کے قریب پہنچا اور اس سے کہا کہ اے بندہ خدا میں نے تیری بہت شہرت سنی تھی اور چاہتا تھا کہ تجھ سے ملوں مگر میں نے تیرے اندر ایک ایسی چیز دیکھی کہ مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا ہے۔ اس نے پوچھا آپ نے مجھ میں کیا دیکھا؟ میں نے کہا کہ تو نے دو عدد دروٹیاں اور دو انار چرائے اس نے مجھے مزید پوچھنے کا موقع نہ دیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ میں نے کہا میں خاندان رسالت سے ہوں میرے وطن کے بارے میں پوچھا میں نے کہا مدینہ۔ تو وہ بولا آپ شاید جعفر بن محمد بن علی بن حسین (علیہم السلام) ہیں میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا آپ کو اس رشتہ اور نسبت سے کیا فائدہ ہوگا کہ آپ جاہل ہیں۔ اپنے اجداد کے مسلم سے بے بہرہ ہیں (معاذ اللہ) میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا اس نے کہا آپ نے قرآن مجید میں یہ بھی نہیں پڑھا کہ پروردگار فرماتا ہے (من جاء بالحسنة فله عشرہ امثالہا ومن جاء بالسئۃ فلاب جزی الا مثلاً) اگر کوئی نیک کام کرے گا تو ایک نیک پر دس گنا ثواب ملے گا۔ اور کوئی برا کام انجام دے گا تو اس کو اس برائی کے برابر ہی گناہ ملے گا اور عذاب میں مبتلا ہوگا۔

میں نے دو دروٹیاں اور دو انار چرائے اس صورت میں میں نے چار گناہ کئے لیکن کیوں کر میں نے اتنا کیا اور وہ خدا میں مریض کو دے دینے۔ لہذا اس آیت کی رو سے مجھے چالیس نیکیاں ملیں۔ اب چالیس نیکیوں میں سے چار گناہ کم کر دیں تو چھتیس نیکیوں کا پھر بھی میں طلبگار ہوں۔ انا تم فرماتے ہیں میں نے کہا (تشکلتک اھلک) تیری ماں تیرے ٹہم میں بیٹھے تو قرآن سے بالکل بے بہرہ اور جاہل ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ پروردگار فرماتا ہے (انما یتقبل اللہ من المتقین)

بے شک پروردگار متقیوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو نے دو دروٹیاں اور انار چرائے تو چار گناہ ہوئے اور کیوں کہ یہ صاحب مال کی اجازت کے بغیر وہ مال تو نے دوسرے کو دے دیا لہذا چار گناہ مزید ہو گئے۔ وہ شخص مجھے غور سے دیکھنے لگا۔ میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑا اور وہاں سے چل دیا۔

## ۷۔ اصرار سے کرانے مال کی حفاظت کرو

امام صادق (ع) فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے وہاں سے ایک یہودی گذرا اور اس نے پیغمبر سے کہا السلام علیک۔ حضور اکرم نے فرمایا علیہ۔

اصحاب نے عمل کیا یا رسول اللہ اس نے کہا تھا کہ (نحوذ بالثمن) آیت مرجائیں۔ آج بنا تک نے فرمایا میں نے بھی اس کو یہی جواب دیا کہ لو مرجائے۔ پھر فرمایا کہ اس شخص کی پیٹھ پر ایک کالا سانپ کاٹے گا۔ اور یہ مرجائے گا یہودی وہاں سے چلا گیا۔ اور جنگل سے سوکھی لکڑیاں جمع کیں اور فوراً واپس آیا۔ جب جناب رسول خدا کے سامنے سے گذرے لگا تو آپ نے فرمایا لکڑیوں کو زمین پر رکھ دے۔ اس نے لکڑیاں زمین پر رکھ دیں۔ تو دیکھا کہ اس میں ایک کالا سانپ ہے اور اپنے منہ میں ایک لکڑی دباٹے ہوئے ہے۔ پیغمبر اکرم نے یہودی سے پوچھا آج تم نے کیا کیا ہے؟ کہنے لگا میں نے کچھ نہیں کیا۔ جب لکڑیوں کو جمع کر چکا تو میرے پاس دو دروٹیاں تھیں۔ ایک میں نے خود کھالی اور ایک روٹی

لے افوا ز عمرانیہ ص ۷۱

ایک فقیر کو صدقہ کر دی۔ آنجناب نے فرمایا بس اسی صدقہ کی وجہ سے تمہاری جان بچ گئی (الصدقہ صدقہ مینت السورۃ الانعام)

## ۱۸۔ صدقہ آسمانی بلا کو مالتا ہے

ایک مرتبہ ایک خاندان انتہائی قیمتی سامان لے کر تجارت کے لئے بار بار نکھارا امام صادق علیہ السلام اس قافلے میں تھے۔ راستے میں اطلاع ملی کہ آگے کچھ ڈاکو ہیں جو قافلے کو لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس خبر کے سننے سے قافلے والے اتنے خوفزدہ ہو گئے کہ ترس و وحشت ان کے چہروں سے عیاں ہونے لگی۔ امام صادق نے فرمایا تم لوگ کیوں گھبرا رہے ہو اور کیا وجہ ہے کہ اتنے خوفزدہ ہو گئے ہو؟ قافلے والوں نے کہا ہم لوگ بہت قیمتی سامان لے ہوئے ہیں اور ہمیں خوف ہے کہ ڈاکو ہمارا سامان نہ چھین لیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ سامان ہم آپ کے حوالے کر دیں۔ جب ڈاکوؤں کو معلوم ہو گا کہ یہ سامان آپ کا ہے تو شاید روٹیں؟ امام نے فرمایا تم کو یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ میرا مال نہیں لوٹیں گے؟ شاید وہ لوگ میرا ہی مال لوٹنے آ رہے۔ اس صورت میں تم لوگوں کا مال بھی بلا وجہ ضائع ہو جائے گا۔ خاندان والوں نے پوچھا پھر تم کیا کریں؟ کیا یہ بہتر ہے کہ مارا سامان بڑے بڑے گڑھے کھود کر ان میں چھپا دیں۔ امام نے فرمایا اس صورت میں تو زیادہ امکان ہے کہ سامان جلد ہی ضائع ہو جائے۔ یا ممکن ہے کہ کسی کو معلوم ہو جائے اور وہ اس سامان کو نکال لے جائے۔ یا واپسی میں تم لوگ وہ جگہ عبور بنا لا جہاں مال چھپایا ہو۔ صوب نے کہاں پھر تم کیا کرنا چاہتے

ملہ نمبر ۳۳ ص ۳۵

امام نے فرمایا تم اپنا سامان اس کے ذمہ کر دو جو تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے بچانے والا ہے۔ اور ہر چیز میں برکت دینے والا ہے۔ اس طرح سے کہ دنیا میں جو اس کی قیمت ہے اس سے کہیں زیادہ منافع ہو اور ایسے وقت میں تم کو واپس لے جب تم کو اس کی سخت ضرورت ہو۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ امام نے فرمایا وہ پروردگار عالم ہے۔ قافلے والے کہنے لگے اس کے حوالے کیسے کریں۔ امام نے فرمایا کہ تمہارا ہوں اور فقیروں کو صدقہ کر دو۔ قافلے والے بولے یہاں تو کوئی بھی فقیر اور مسکین نہیں ہے کہ اسے دے سکیں۔ فرمایا تم لوگ عہد کرو کہ ایک تہائی حصہ صدقہ دو گے تاکہ پروردگار اس چیز سے تم لوگوں کو بچائے جس سے تم ڈرتے ہو۔ قافلہ والوں نے ایسا ہی کیا۔ امام نے فرمایا اب تمہارا مال خدا کے سپرد ہے۔ اپنے راستے پر چلتے رہو۔ ابھی یہ لوگ کچھ ہانگے بڑھے تھے کہ دیکھا ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں۔ قافلے والے پھر ڈرتے لگے۔ امام نے فرمایا اب کیوں ڈرتے ہو۔ تم لوگوں کا سامان تو پروردگار ہے۔ جیسے ہی ڈاکوؤں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا ہر گز سے ڈرے اور امام کی دست بوسی کے بعد کہنے لگے کہ گذشتہ شب ہم نے حضور سرور کائنات کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ گھوڑوں سے اتر کر تم لوگ امام جعفر صادق کے پاس جاؤ۔ اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں تاکہ آپ دشمنوں اور راہزنوں سے محفوظ رہیں۔ امام نے فرمایا میں تمہاری ضرورت نہیں ہے جس نے میں تم سے بچایا ہے وہ دوسرے دشمنوں سے بھی بچائے گا۔ قافلے والے سنا سنی سے اپنی اپنی منزلوں تک پہنچ گئے۔ ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیا اور سامان کو فروخت کر کے انہیں دس گنا فائدہ ہوا۔ وہ لوگ آپس میں کہتے تھے کہ امام کی ہمدردی سے کتنی برکت پیدا ہوئی۔ امام نے فرمایا اب تم پروردگار سے سوا کرنے کا فائدہ ہو سکتے



ہو اس کے بعد اس روش کو ہمیشہ جاری رکھنا۔

## ۱۹۔ صفت سے تمام خوشیوں دور ہو جاتی ہیں

امام صادق فرماتے ہیں میرے اور ایک شخص کے درمیان کچھ زمین تقسیم ہونا تھی وہ شخص علم نجوم جانتا تھا اس نے تقسیم میں دیکر کہا کہ جب اس کا ستارہ سرورج بڑھوگا تب تم پر ہوگی تاکہ اسے فائدہ ہو اور زیادہ زمین ملے۔ بالآخر اس نے وہ دن اور وقت طے کیا کہ جس میں اس کے اعتقاد کے مطابق اس کا ستارہ بلند ہو پڑتا اور اسے فائدہ ملتا۔ اور مجھے نقصان ہوتا۔ وہ وقت وغیرہ طے کر کے آیا۔ اور زمین تقسیم ہوئی لیکن مجھے زیادہ نفع ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے انکسوں کی وجہ سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بولا: "حسرت ابشت کا یسوع فقط آج کا جیسا منجوس دن میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟" کہنے لگا میں ستارہ شناس ہوں اور ایک اچھی گھڑی میں میں اپنے گھر سے نکلا تھا اور بڑی گھڑی آپ کے لئے منتخب کی تھی مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ کام الٹا ہو گیا ہے۔ آپ فائدہ میں رہے، اور مجھے خسارہ ہوا۔ امام فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کہتا ہوں وہ حدیث سناؤں جو مجھے میرے والد ماجد نے تعلیم دی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ فرمائیے، تو میں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ پروردگار عالم دن بھر اس سے نعمت اور پریشانیوں کو دور رکھے اسے چاہیے کہ اس دن صبح کے وقت صدقہ دے۔ اور اگر چاہے کہ رات بھر پریشانیوں اور خوشیوں اس سے دور رہیں تو شام کے وقت صدقہ دے۔ میں جب گھر سے نکلا تو میں نے صدقہ دیا تھا صدقہ دینا تمہارے

نے علم نجوم سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ شاکر کیا خوب کہتا ہے کہ ع

تا تو انی بچہاں خدمت محتاجاں کن

بدی یاد رہی یا تسلیم یا قدمی

یعنی جب تک تم دنیا میں روحانی مفقود رہو طہرے سے محتاجوں کی مدد کرتے رہو، چاہے مال سے امداد ہو یا تقریر و تحریر کے ذریعے، یا ان کی آواز پر آواز بلند کر کے ان کی مدد ہو سکے۔

## ۲۰۔ صفت اور اتفاق میں جتنا ناہمیں چاہیے

ایک شخص حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی امام نے پوچھا تم آج کیوں اتنے خوش ہو کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ بہترین دن انسان کے لئے وہ ہے جس دن وہ اپنے برادر موسیٰ کو صدقہ دے۔ اور اس کے ذریعے کسی بندہ خدا کی مدد ہو اور وہی دن اسی کے لئے خوشی کا دن ہے آج دس برادران دینی میرے پاس آئے تھے امام نے چار سے غریب اور بیوقوفوں کو لئے تھے۔ میں نے ان کی خدمت کی، اور ان لوگوں کی کچھ مدد بھی کی اس لئے آج میں بہت خوش ہوں۔ امام نے فرمایا مجھے میری جان کی قسم تمہاری یہ خوشی اس وقت سزاوار ہے جب کہ تم اپنے اس عمل کو ابھی یا اس کے بعد میں ضائع نہ کر بیٹھو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا یہ کیا عمل کیسے ضائع ہو سکتا ہے حالانکہ میرے اپنے کے خاص شیعوں میں سے ہوں۔ امام جو آؤئے فرمایا کہ تم نے ابھی اپنی نیکی اور غریب

ناور بھائیوں کی مدد کا صلہ منافع و برباد کر دیا۔ اس نے پوچھا کیسے؟ تمام  
 نے قسم لیا اس آیت کو پڑھو (ولا تطلوا صدقا حکم بالمت والا ذی)  
 یعنی اپنے صدقات کو ظاہر کر کے اور لوگوں کو آزار دہ سے کر ضائع اور برباد نہ کرو  
 وہ شخص بولتا میں نے جس کی خدمت اور مدد کی ہے نہ ان پر حجاب ہے اور نہ ہی  
 کوئی تکلیف یا ذریت دی ہے۔ انا تم نے آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ پڑھا  
 اس آیت میں یہ نہیں کہہ سکا کہ جن لوگوں کو صدقہ دیا ہے ان پر حجاب یا آزرہ خاطر  
 کر کے اپنے نیک اعمال کو ضائع مت کرو۔ بلکہ اس سے ہر قسم کی اذیت اور پریشانی  
 مراد ہے۔ تمہارے نزدیک ان لوگوں کو جنہیں تم نے صدقات وغیرہ دیے ہیں  
 آزرہ خاطر کرنا بڑا گناہ ہے۔ یہ ان فرشتوں کو جو تم پر مامور ہیں۔ یا ہم لوگوں  
 کو یعنی آئمہ معصومین) اس نے جواب دیا کہ آپ اور فرشتوں کو آزرہ خاطر کرنا بڑا  
 بڑا گناہ ہے۔ امام جواد نے فرمایا کہ حقیقتاً تم نے ہمیں آزرہ ورنجیدہ کیا ہے۔  
 اس نے پوچھا یا رسول اللہ میں نے اپنے کسی قول یا فعل سے آپ کو رنجیدہ کیا  
 ہے؟ انا تم نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنی گفتگو سے میں رنجیدہ کیا ہے  
 کہ میں اپنے اعمال کیے منافع کو سکتا ہوں۔ جب کہ میں آپ کے خالص شیعہوں میں  
 ہوں۔ تم جانتے ہو کہ تمہارے خالص شیعہ کون ہیں؟ اس شخص نے تعجب نہ لیا  
 میں کہا، نہیں میں نہیں جانتا۔ امام جواد نے فرمایا کہ جو سب مومن آل سرعون اور عسک  
 نبیوں کو غلامہ فرماتے (ایماہ من اجل من اقصی الملائکۃ یسعی)  
 سلمان ابو ذر۔ قتادہ اور عمار تم نے (تم کو ہمہ را شیعہ خالص کہل کر) اپنے کون  
 لوگوں کے برابر سمجھا۔ کیا تمہاری ان باتوں سے ہمیں اور ملا کہ کو اذیت نہیں ہوئی؟  
 وہ کہے لگا، استغفر اللہ و التوب الیہ، یا بن رسول اللہ پھر مجھے کیا کہنا چاہیے  
 انا تم نے فرمایا کہ تم کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اور آپ کے دشمنوں

کا دشمن اور آپ کے دوستوں کا دوست ہوں۔ اس نے عرض کر میں پوچھو کہوں  
 لگا، اور میں واقعاً ایسا ہی ہوں۔ جو کچھ میں نے کہا، کیوں کہ اسے خدا، ملائکہ اور  
 آپ پسند نہیں کرتے لہذا توبہ کرتا ہوں۔ امام جواد نے فرمایا اب تمہاری وہ کیا  
 اور جتنا تمہیں واپس لے گئیں جو تمہارے اس قول کی بنا پر ختم ہو گئی تھیں  
 شیخ سعدی اپنے تین اشعار میں کہتے ہیں:

۱۔ رہ نیکم آرزو گیر چو سادہ امی دست، انتاد گیر

۲۔ بخشائے کا مال کہ مرد محققہ، خریدار بازار بے رانقہ

۳۔ جو مال مرد اگر راست خواہی ولیست، کرم پیشہ شاہ مردان طلیست (سعدی)  
 ۴۔ یا امین اگر نیک خواہ و یا چھی صفات، والوں کے راستے پر چلو اور اگر تم جتنا  
 ثروت جو تو غریبوں کا سہارا بنو۔

۵۔ جو دوستی اور کرم و بخشش کو اپنا شعار بنائیں، کیوں کہ مرد حق شناس  
 بے روق بازار کے خریدار ہیں۔ یعنی ان کے لئے دنیا میں کچھ نہیں وہ نیک کام کر  
 کے اپنے لئے ذخیرہ کرتے ہیں۔

(۶) اگر کوئی جوان مرد راہ راست پر چلے تو واقعا وہ خدا کا پسندیدہ  
 ہے اور کرم و بخشش تو شاہ مردان امیر و مہمان معزز علی علیہ السلام کا شیوہ  
 اور طرہ امتیاز ہے۔

## ۲۱۔ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا، اور دسترخوان

لے کا رطبہ ص ۲۵۴

پر مرغ مسلم بھی تھا۔ کہا چنانکہ ایک فقیر دروازے پر آیا اور سوال کیا کہ اللہ میری مدد کرو۔ وہ شخص غصہ میں اٹھا اور فقیر کو دھتکار دیا کچھ دنوں بعد وہ شخص خود غریب و فقیر ہو گیا اور غصے کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو حلال دے دی اس کی بیوی نے دوسری شادی کرنی۔ اتفاقاً ایک دن وہ عورت اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اور وہاں بھی مرغ مسلم تھا کہ ایک فقیر دروازے پر آیا۔ شوہر نے کہا ہر ترے ہے کہ مرغ مسلم اس فقیر کو دے آؤ عورت نے جا کر فقیر کو وہ مرغ دے دیا۔ جب واپس آئی تو درویش تھی۔ شوہر نے دیکھ کر سبب پوچھا تو اس عورت نے کہا کہ یہ فقیر میرا پہلا شوہر تھا۔ یہاں ہر سارا واقعہ جو اس کے ساتھ دسترخوان پر گذرا تھا، سننا دیا، اس کے شوہر نے کہا خدا کی قسم میں دینی فقیر ہوں جو تمہارے دروازے پر گیا تھا اس شخص نے مجھے رنجیدہ وہ ذلیل کیا تھا۔

## ۲۲۔ لوگوں کی گزارشات کیسے مقبول کی جائیں

ایسے جو عمر بھر کہتے ہیں کہ امام رفقا کی خدمت میں مشرف ہوا۔ ان سے باتیں کر رہا تھا۔ کچھ دوسرے لوگ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے جو دینی مسائل اور حلال اور حرام کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔ اس وقت ایک بلند قامت شخص پہنچا جس کا رنگ گندمی تھا۔ امام علیہ السلام کو معلوم کرنے کے بعد اس نے کہا یا بن رسول اللہ! میں آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا شیعہ اور چاہنے والا ہوں۔ مسافر حج سے واپس آ رہا ہوں میرے پاس جو رقم مختار حج سفر کے لئے تھی کم ہو گئی ہے۔ آپ میری کچھ امداد فرمائیے۔ تاکہ اپنے گھر تک پہنچ سکوں

ثمرات الاوراق باب الحجة العموی بر حاشیہ من طرف ج ۲ ص ۱۴

لیکن کیوں کہ خداوند عالم نے تمام ضروریات زندگی سے مجھے نوازا ہے اور گھر کا میں ایک خوشحال انسان ہوں ہوں اپنا صدقہ کا بھی سخی نہیں ہوں (یعنی رقم آپ مجھے یہاں فرمائیں گے) میں اسے گھر لیا کر آپ کی طرف سے صدقہ کر دوں گا۔ امام نے فرمایا بیٹھو، خدا تمہیں معاف فرمائے، امام پھر لوگوں سے بات کرتے لگے۔ یہاں تک کہ یہ سب لوگ چلے گئے، صرف میں (ایسے بن حمزہ) سلیمان جعفری خثیمہ اور وہ شخص بیٹھے رہ گئے۔ حضرت علی بن موسیٰ الرضا نے فرمایا میں تھوڑی دیر کے لئے اندر جانا چاہتا ہوں سلیمان نے کہا بسم اللہ۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اپنا ہاتھ باہر نکال کر فرمایا خراسانی کہاں ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ امام نے فرمایا یہ دو سو دینار اپنے اخراجات کے لئے لے لو میری طرف سے صدقہ بھی نہ دینا۔ البتہ یہاں سے ابھی چلے جاؤ تاکہ نہ میں تمہیں دیکھوں اور نہ تم مجھے خراسانی چلا گیا تو امام علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ سلیمان نے عرض کیا میں آپ پر قصد بان ہو جاؤں آپ نے اس شخص پر کرم فرمایا اور اس کو کافی مقدار میں رقم بھی بخشی۔ لیکن آپ دروازے کے پیچھے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس کی حاجت پوری کر کے اس کے چہرہ پر غماہ ہونے آثار شرمندگی کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ چونکہ ہر سوال کرنے والا وقت سوال شرم و حیا محسوس کرتا ہے (کیا تم نے پیغمبر اسلام کی حدیث نہیں سنی؟) (المستغفر بان حنفہ.....) لیکن اگر کوئی شخص کار خیر پوچھتا ہے یا انجام دے گا تو اس کو شرج کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اگر کوئی آشکار اور غلامی طور پر گناہ کرے تو خدا کے نزدیک ذلیل و خوار ہوگا۔ لیکن اگر کسی سے گناہ سرزد ہو اور وہ چھپا رہے ہو تو اسے خدا بخش دے گا۔ کیا تم نے یہ قول نہیں سنا؟

(مخفی آقا قدس سرہ) یعنی جب بھی اس سے سوال کرتا ہوں تو کبھی شرمندہ نہیں ہوتا پڑتا بلکہ اپنے اہل و عیال کے پاس سرخرو واپس آتا ہوں۔

## ۲۳۔ امام زین العابدین اور محتاجوں کی پرورش

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میں امام زین العابدین غسل دے رہا تھا تو حاضرین میں سے کسی نے آپ کے زانو اور پائے مبارک پر گھٹے کے نشانات دیکھے۔ اچانک ان کی نظر امام کے شانہ پر پڑی تو دیکھا کہ وہاں بھی نشانات پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے امام محمد باقر سے عرض کیا کہ آپ کے والد ماجد کے زانو اور پائے مبارک پر جو نشان ہیں وہ تو یقیناً ملولالی مسجدہ کرنے کی وجہ سے ہیں لیکن یہ شانہ پر کیسے نشان ہیں۔ امام نے فرمایا کہ اگر ان کی زندگی میں یہ سوال کرتے تو ہرگز نہ بتاتا۔ کوئی روترا ایسا نہیں گذرتا تھا کہ میرے بابا حتی المقدور مجبور اور بے نوا لوگوں کو سیرہ کرتے ہوں رات کو جب سب کھانا کھا لیتے تو باقی کھانا ایک کیمبر میں الٹ رکھ لیتے تھے اور سب کے سو جانے کے بعد گھر سے نکلتے۔ سو لوگ اپنی عورت و خرافت کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے اور سنگدست ہوتے انہیں وہ کھانا تقسیم کر دیتے تھے۔ ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہمارے لئے کھانا لانا کون ہے۔ یہاں تک کہ خود امام کے گھر والوں کو میں اس بات کا علم نہ تھا، صرف میں جانتا تھا۔ امام یہ چاہتے تھے کہ انہیں راز میں صدقہ دینے والوں کی جسرا ملے۔ آپ اکشر فرماتے تھے کہ (ان صدقة السر تطفی جنماتہ) صدقہ دے کر کسی پر ظلم بھروسے سے خدا کی ناراضگی ختم ہو جاتی ہے جس طرح آگ کو پانی بجھا دیتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی داہنے ہاتھ سے صدقہ دے تو اس طرح دے کہ

بائیں ہاتھ کو اٹھالیں بھی نہ بتوں یعنی صدقہ اس طرح چھپ کر دے کہ کسی کو خبر نہ ہو۔

## ۲۴۔ صدقہ دینے سے رزق زیادہ ہوتا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد سے فرمایا کہ مینا گھر کے اخراجات سے کتنی رقم بچی ہے۔ بیٹے نے جواب دیا چالیس دینار۔ امام نے فرمایا اسے جا کر صدقہ کر دو۔ محمد نے کہا پھر ہمارے پاس کچھ نہ بچے گا صرف یہی چالیس دینار ہیں۔ امام نے فرمایا تم اسے صدقہ کر دو۔ خداوند تعالیٰ اس کا ضرور اجر دے گا۔ پھر فرمایا (امسا علیک ان مکلا شئنی مفتاح مفتاح الرزق الصدقة) یعنی ہر چیز کی ایک کچی ہوتی ہے اور رزق کی کچی صدقہ ہے۔ پس ان چالیس دیناروں کو صدقہ کر دو۔ محمد نے حکم امام پر عمل کیا۔ اس واقعہ کو دس دن بعد گزرے تھے کہ چار ہزار دینار امام کو ملے۔ امام نے فرمایا کہ بڑا اہم ہے کہ خدا میں چالیس دینار دیتے تھے اس نے ان کے بدلے میں چار ہزار دینار عطا کئے ہیں۔

## ۲۵۔ شرط جنت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انصار کے کچھ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بعد طعن کیا۔ یا رسول اللہ ہماری ایک حاجت

۱۔ سفینۃ البحار ج ۲ ص ۲۴

۲۔ کافی جلد ۴ ص ۲۴



ہے۔ آپ نے فرمایا کیا ہے ؟ عرض کیا ایک بڑی درخواست ہے۔ رسول کریم  
نے فرمایا جو کچھ ہو بیان کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے جنت  
میں جملے کی ضمانت کر دیں۔ یہ سنا کر رسول اللہ نے مسکھایا اور کسی چیز سے زمین  
پر خط کھینچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ میں تمہاری جنت کا تمام حصہ  
بشرطیکہ تم کسی سے کوئی سوال نہ کرو۔ انصاف نے اس کے بعد طے کر لیا کہ کسی سے  
سوال نہ کریں گے۔ اور اس طرح عمل کیا کہ اگر سفر کرتے ہوئے گھوڑے سے ان  
کا تازیانا گر جاتا تو سوال کے خوف سے کسی سے نہ مانگتے۔ بلکہ خود گھوڑے سے  
اتر کر اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر دسترخوان پر کھانا کھاتے ہوئے پانی کی بوتل  
ہوتی اور کسی دوسرے شخص کے پاس پانی ہوتا اس سے طلب نہ کرتے۔ بلکہ  
خود اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی پیتے تھے۔

## ۲۶۔ اس دُعائیں تعجب خیز اثر تھا

جناب یونس نے تین سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کی۔ لیکن سوائے دو  
آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایک عابد تھا اس کا نام یحییٰ یا حوفا تھا۔ دوسرا  
عالم تھا۔ اس کا نام رومیل تھا۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ خداوند عالم نے  
وعدہ عذاب کرنے کے بعد کسی قوم سے اپنا عذاب دور نہیں کیا۔ مگر قوم یونس وہ  
قوم تھی جس کے لئے عذاب کا وعدہ ہو چکا تھا لیکن نازل نہیں ہوا۔ جناب یونس  
نے انہیں ہر چند دعوت اسلام دی مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ جناب یونس  
نے سوچا کہ ان کے لئے بد دعا کریں۔ عابد نے بھی اس بارے میں آپ کو  
مشورہ دیا۔ لیکن رومیل عالم نے منع کیا اور کہا خداوند عالم آپ کی دعا قبول  
نہ کرے گا۔ مگر وہ یہ نہیں چاہتا کہ اپنے بندوں کو ہلاک کر دے۔ آخر جناب یونس

نے عابد کے مشورے پر عمل کیا اور اپنی قوم کے لئے بد دعا کی۔ وہی ہوئی کہ فلا  
دن فلاں وقت عذاب نازل ہوگا۔ جب عذاب نازل ہونے کی تاریخ آتی تو  
جناب یونس عابد کو ساتھ لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ لیکن رومیل شہر سے باہر  
نہ نکلا۔ عذاب کے نازل ہونے کا وقت آگیا۔ آثار ظاہر ہونے لگے۔ قوم یونس  
پریشان ہوئی۔ کہیں کہ جناب یونس کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ رومیل  
نے ان سے کہا کہ اگر یونس نہیں تو تم خدا سے پناہ مانگو۔ گریہ و زاری کرو۔ شاید  
خدا تم پر رحم کرے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا ہم کیسے پناہ مانگیں۔ رومیل  
نے کچھ دیر غور و فکر کے بعد کہا دو دو پیچے والوں ہوں کو ان کی ماؤں سے  
جدا کرو۔ یہاں تک کہ اونٹ۔ بھیڑ۔ بکری اور گائے سب کو ایک دوسرے سے  
جدا کر دو۔ اور شہر چھوڑ کر سب لوگ صحرائیں چلے جائیں اور روزِ کریم یونس کے  
خدا سے جو زمین و آسمان اور بڑے بڑے دریا، غرض ہر شے کا مالک ہے طلب  
عفو و بخشش کرو۔ لوگوں نے رومیل کے کہنے کے مطابق عمل کیا تو مگر وہ  
نہ آیا۔ اپنے چہرہ کو زمین پر رکھ کر ورہے تھے۔ قوم کے ساتھ حیوانات کی بھی آواز  
بلند ہو رہی تھی۔ اور معلوم ہو رہا تھا کہ جنگل کے درخت بھی ان کے ساتھ رو رہے  
ہیں۔ رحمت پروردگار عالم ان کی طرف مائل ہوئی۔ عذاب ہونے ہونے ہو کر گیا  
اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ عذاب کی تاریخ گزرنے کے بعد جناب یونس پھر  
شہر کی طرف آئے تاکہ دیکھیں کہ قوم کس طرح ہلاک ہوئی ہے۔ شہر کے  
قریب پہنچے تو دیکھا لوگ حسب معمول زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ کھیتی  
میں مشغول ہیں۔ ایک شخص جناب یونس کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس سے آپ نے پوچھا  
کہ قوم یونس کس عالم میں ہے۔ اس نے جواب دیا یونس نے اپنی قوم کے لئے  
بد دعا کی تھی۔ خداوند عالم نے ان کی دعا قبول کر لی اور عذاب نازل کیا۔ لیکن

وہ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر رہے اور گڑگڑانے لگے۔ خدا سے سوالی انگلی اس نے جس  
ان پر جسم کیا اور اپنا عقلم ان سے دور کر دیا۔ اب وہ لوگ یونس کی تلاش  
میں ہیں۔ تاکہ ان پر ایمان لائیں، یہ سنکر جناب یونس کو غصہ آیا۔ وہاں سے ایک  
دیر تک طرہیل دیئے۔ چنانچہ خداوند عالم نے بھی جناب یونس کو اپنی قوم پر رحم  
ہونے کی داستان اس آیت میں بیان کی ہے: *وَدَعَا النُّونَ اذْخِمْ*۔  
فَدَعَا رَحْمَةً) جناب یونس جب دریا کے پاس پہنچے تو ایک کشتی چلتی ہوئی  
دیکھی لوگوں کے کشتی میں سوار ہونے کی خواہش کی لوگوں نے کشتی روک لی اور سوار  
سوار ہو گئے کشتی پھر چلنے لگی۔ جب دریا کے بیچ میں پہنچی تو خداوند عالم نے ایک چھل کو  
کشتی کی طرف جانے کا حکم دیا۔ یونس پہلے کشتی میں آگے بیٹھے ہوتے تھے۔ لیکن جب  
چھل نے حملہ کیا تو خوف کی وجہ سے چھپے چھپے گئے۔ چھل پھر ان کی طرف آئی۔ لوگوں  
نے کہا ہم میں سے کوئی نافرمان ہے۔ قرعہ اندازی کی جائے جس کے نام قرعہ  
ہوگا اسے اس چھل کا قرعہ قرار دیا۔ قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ جناب یونس کے نام  
نکلا۔ لوگوں نے انہیں دریا میں ڈال دیا۔ *لَوْ اَنَّكَ تَعْلَمُ السَّاعَةَ*۔ وہو ملکہ  
چھل جناب یونس کو نکل گئی اور وہ اپنے نفس پر غریب کر رہے تھے۔ روایت ابی  
البحار و دین ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یونس تین روز تک  
چھل کے پیٹ میں رہے۔ دریاؤں کی تاریکی میں خدا کو بکھار تو اس نے یونس  
کی دعا قبول کی *وَدَعَا فِي الظُّلُمَاتِ*۔ *الْمُتَمَنِّعِينَ* (مسند)

حضرت یونس نے تاریکیوں میں دعا کی جناب یونس تین تاریکیوں کے درمیان تھے۔  
(۱) تاریکی شکر مابین ۱۰ تا ۱۲ کی شب رسوا تاریکی دریا کہ پروردگار!  
تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ تیری ذات پاک و پاکیزہ ہے۔ میں عالموں میں  
سے ہوں۔ ہم نے یونس کی دعا قبول کی اور انہیں اس پریشانی سے نجات دی

اور ہم اس طرح مومنین کو نجات دیتے ہیں چھل نے جناب یونس کو دریا کے کنارے  
ساحل پر ڈال دیا۔ چونکہ جناب یونس کے جسم کے تمام بال گر گئے تھے اور کھال  
نازک ہو گئی تھی لہذا خدا نے ان کے لئے ایک درخت کدو پیدا کر دیا۔ تاکہ وہ اس  
درخت کے سائے میں رہیں اور حرارت آفتاب سے محفوظ رہیں اس وقت  
یونس برابر تسبیح و تہلیل خدا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی کھال اپنے  
اصل حالت پر آگئی۔ خدا نے ایک کدو سے (دیک) کو حکم دیا کہ وہ درخت  
کدو کی جڑ کھائے۔ اس نے جڑ کھالی اور درخت خشک ہو گیا۔ درخت کے  
خشک ہونے کا یونس کو بہت غم ہو گیا۔ خدا نے فرمایا یونس! کیوں اسنے  
رنجیدہ ہو۔ آخر کیا ہوا؟ یونس نے عرض کیا مجھے اس درخت سے بہت آرام  
تھا تو نے اسے بھی کھا کر کھانے کا غذا بنادیا۔ اور یہ خشک ہو گیا۔ خدا نے فرمایا  
یونس! تم اس درخت کے خشک ہونے پر اتنے زیادہ رنجیدہ ہو رہے  
ہو حالانکہ تم نے خود اسے کھا کھا اور نہ ہی پانی دیا تھا اور تم کو اس کے  
سائے کی ضرورت نہ رہتی تو تمہارا دعا نکلے اس درخت کی کوئی اہمیت بھی نہ  
رہتی۔ لیکن تم کو ہزاروں بے بس لوگوں پر رحم نہ آیا۔ تم چاہتے تھے کہ ان پر خدا  
نازل ہو۔ اب انہوں نے توبہ کر لی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ یونس اپنی قوم میں  
واپس آئے۔ سب لوگ یونس کے پاس آئے اور ان پر ایمان لے آئے۔

## ۲۷۔ دُعَا کیوں دیر میں قبول ہوتی ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز حضرت  
ابراہیمؑ کو وہ بیت المقدس کے اطراف میں کسی چراگاہ کی تلاش میں پھر  
رہے تھے۔ تاکہ وہاں اپنی بیٹیوں چلائیں۔ اچانک ایک آواز سنائی دی۔ دیکھا تو



ایک بلند قامت انسان نما زپڑھتا ہوا نظر آیا۔ جناب ابراہیم نے اس سے پوچھا۔

ابراہیم: تم کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو؟

مرد: پروردگار آسمان کے لئے پڑھ رہا ہوں۔

ابراہیم: تمہارے اعزہ واقرباء میں سے کوئی موجود ہے؟

مرد: نہیں۔

ابراہیم: تم اپنے کھانے کا بندہ دست کہاں سے کرتے ہو؟

مرد: ایک درخت کی طر آشادہ کرتے ہوئے اس درخت کے پل کھاتا ہوں اور سردی کے لئے ذخیرہ بھی کر لیتا ہوں۔

ابراہیم: تمہارا گھر کہاں ہے؟

مرد: ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ وہاں اس پہاڑ کے پاس۔

ابراہیم: تم مجھے ایک شب اپنا ہمان بنا سکتے ہو؟

مرد: میرے گھر کے راستے میں پانی ہے۔ اور اس سے گزرنا بہت مشکل ہے۔

ابراہیم: تم خود کیسے گزرتے ہو؟

مرد: میں پانی کے اوپر سے گزر جاتا ہوں۔

ابراہیم: برا بھلا بھی بکریوں شاید خداوند عالم مجھے بھی اس پرستے گزار دے۔

یہ سن کر اس نے ابراہیم کا ہاتھ پکڑا اور دونوں پانی پر سے گزر گئے۔

جب گھر پہنچے تو ابراہیم نے سوال کیا۔

ابراہیم: سب سے بڑا دن کون سا ہے؟

مرد: روز قیامت۔ کہ خداوند عالم اس دن لوگوں کو ان کے اعمال کی جسزاد سزا دے گا۔

ابراہیم: کتنا اچھا ہوگا کہ ہم دونوں مل کر دعا کریں کہ خداوند عالم ہمیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے۔

مرد: دعا کیوں کرتے ہو؟ خدا کی قسم میں ساں ہو گئے ایک دعا کرتا ہوں۔

مکتاب تک قبول نہیں ہوئی۔

ابراہیم: میں بتاؤں تمہاری دعا کے مستجاب ہونے میں کیوں تاخیر ہوئی؟

اس لئے کہ خداوند عالم کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی دعا قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔ تاکہ اس کا بندہ مناجات کرتا رہے۔ اور اس سے ناگوار ہے کیوں کہ وہ اس کی مناجات کو دوست رکھتا ہے۔ لیکن اگر خدا کسی بندے سے ناامنی ہو اور وہ کوئی چیز طلب کرتا ہے تو خدا اس کی دعا مصلحت قبول کرتا ہے۔ یا اس کے دل کو اس حاجت سے روگردان کر کے مایوس کر دیتا ہے تاکہ وہ دوبارہ اس چیز کی درخواست نہ کرے۔ پھر پوچھا تمہاری حاجت کیا تھی؟

مرد: تین سال قبل بکریوں کا ایک گلدہیاں سے گذرا۔ اس کا نگہبانے ایک خوبصورت جوان تھا۔ اس کے دونوں شانوں پر اس کی زلفیں بڑی ہوئی تھیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ ابراہیم خلیل الرحمن کی ہیں۔ اس وقت میں نے دعا کی کہ خدا یا اگر روئے زمین پر تیرا کوئی خلیل اور دوست ہے تو اس سے میری بھی ملاقات کرا دے۔

اے رسول کاوی صبح آخری ۱۳۹۵ھ پر روایت ہے کہ حضرت محمد باقر نے فرمایا کہ جناب ابراہیم نے کہا کہ مجھ کو کابو کے لئے دعا کریں، وہی دعا آج تک ہمارے غیعوں کے حق میں اثر رکھتی ہے۔

ابراہیمؑ۔ محمد اے تیری دعا قبول کی۔ میں ہی ابراہیمؑ علیہ السلام ہوں۔

وہ مرد اپنی جگہ سے اٹھا اور جناب ابراہیمؑ کو اپنے سینے سے لگایا۔ ابراہیمؑ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جناب پیغمبر اسلام رسالت و نبوت پر مبعوث ہوئے تو آپ نے لوگوں کو مصافحہ کرنے کا حکم دیا۔

## ۲۸۔ دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

ایک روز ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے باپ اس سے گزر رہے تھے لوگ ان کے گرد و پیش جمع ہو گئے اور کہا ہوا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ (ادعونی استجب لکم) مجھ سے طلب کرو تو میں تم کو دوں گا۔ ہم اس سے طلب کرتے ہیں۔ لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو گئے ہیں (التباری دعاؤں میں صدق و صفا نہیں تمہارے دل پاک و پاکیزہ نہیں ہیں) لوگوں نے پوچھا وہ دس چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے کہا:-

(۱) تم لوگوں نے خدا کو پہچانا مگر اس کا حق ادا نہیں کیا۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت کی لیکن اس پر عمل نہ کیا۔

(۳) پیغمبر سے محبت کا دعویٰ کیا لیکن ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی کی

(۴) شیطان سے دشمنی کا دعویٰ کیا لیکن اعمال بن تم شیطان کے پیروار اور

شریک ہو۔

(۵) تم جنت میں جانے کی خواہش رکھتے ہو۔ لیکن کوئی عمل بھی ایسا انجام نہیں

دیتے جو تمہیں جنت میں لے جاسکے۔

(۶) تم نے کہا کہ آتشیں جہنم سے تم ڈرتے ہیں۔ لیکن تم نے اپنے دل کو اسی میں ڈال دیا۔

(۷) دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہو گئے اور اپنے عیوب کی طرف نظر نہیں کیا

(۸) تم نے کہا کہ دنیا کو دوست بنیں رکھنے۔ دنیا سے بغض و عناد کا دعویٰ

کیا حرص اور لالچ کی بنا پر مال دنیا کو جمع بھی کرتے ہو

(۹) موت کا افسار کرتے ہو لیکن مرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

(۱۰) تم نے مردوں کو دیکھ کر دیا لیکن ان سے عبرت و نصیحت حاصل نہ کی

بھی دس اسباب ہیں جو تمہاری دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا باعث ہیں۔

## ۲۹۔ بلند مرتبہ

دوسری حیوۃ الخیوان میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلامؐ نے سفر کے

دوران ایک شخص سے ملاقات کی اور اس کے مہمان ہوئے۔ اس نے آپؐ کی پوری

پوری ضیافت کی۔ وہاں سے چلتے وقت آپؐ نے اس سے فرمایا۔ اگر تم ہم سے کچھ

چاہتے ہو تو ہم دعا کریں تاکہ تمہاری مراد پوری ہو۔ اس نے کہا خدا سے دعا کیجئے

کہ مجھے ایک اونٹ عطا کرے۔ جس پر میں اپنے ضروریات زندگی رکھ کر سفر کر سکوں

اور چند گوسفند جن کے دودھ سے میرا استفادہ کر سکوں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اس

کے لئے دعا کی۔ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کاش اس شخص کی ہمت

بھی عورتہ بنی اسرائیل کی طرح بلند ہوتی۔ یہ ہم سے کہتا کہ اس کے لئے دنیا آخرت

۱۔ روضات الجنات مفتی ابراہیم  
۲۔ مجبورہ کے لغوی معنی پورے طور پر ہے۔

کی جیکیاں خدا سے طلب کریں۔ اصحاب نے عرض کیا، بنی اسرائیل کی ضعیفہ کا کیا قصد ہے؟ پیغمبر نے فرمایا کہ جب جناب موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے شام کی طرف جانا چاہا تو راستہ بھول گئے۔ بہت جستجو کی مگر کچھ نہ چلا۔ تو حضرت موسیٰ دُور سے کہہ گئے پہلے کی طرف پھرس کر پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اپنے اصحاب کو جمع کر کے پوچھا کہ تم لوگوں نے مصر کے لوگوں سے کوئی وعدہ تو نہیں کیا ہے مگر اگر ہم اس شہر سے چل جائیں تو وعدہ خلافی ہو، لوگوں نے جواب دیا ہاں، ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا کہ جب جناب یوسف کا انتقال ہوا تو انہوں نے مصر والوں سے عوامی شہس کی کہ جب تم لوگ شام جانا تو میرا جنازہ ساتھ لیتے جانا اور میرے باپ یعقوب کے پاس دفن کر دینا۔ ہمارے اجداد نے قبول کر لیا تھا۔ جناب موسیٰ نے فرمایا کہ مصر واپس چلو اور اپنا وعدہ پورا کرو۔ ورنہ اس پریشانی سے کبھی نجات نہیں پاسکتے۔ تمام لوگ مصر واپس آئے۔

جناب موسیٰ نے جس سے بھی قبر جناب یوسف کے متعلق پوچھا اس نے اطلاع نہ ہونے کا اظہار کیا۔ کسی نے بتایا کہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں جانتی ہوں یوسف کی قبر کہاں ہے جناب موسیٰ نے اس عورت کو بلوایا جب جناب موسیٰ کا آدمی اس عورت کے پاس پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی تو اس نے کہا کہ موسیٰ سے کہنا اگر میرے علم کی ضرورت ہے تو میرے پاس آؤ کیوں کہ تقاضائے علم یہی ہے۔ یہ پیغام جب جناب موسیٰ کے پاس پہنچا تو اس کی تصدیق کی اور اس کی جنت بیتی پر تعجب کیا۔ پھر خود اس عورت کے پاس آئے اور جناب یوسف کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ عورت نے جواب دیا۔ موسیٰ علم ایک قیمتی چیز ہے۔ کئی سال سے میں تم سے اپنے سینے میں چھپا رکھا ہے۔ میں اس وقت تمہیں بتاؤں گی جب تم میری تین باتیں مان لو گے۔ جناب موسیٰ نے فرمایا اپنی حاجتیں بیان کرو۔

اس عورت نے کہا اول تو یہ کہ میری جوانی پلٹ آئے۔ دوسرے یہ کہ تم مجھ سے عقد کرو۔ تیسرے آخرت میں بھی مجھے تمہاری ہمسری کا شرف ملے حضرت موسیٰ اس عورت کی بلند ہمتی پر جو کہ اپنی ان خواہشات سے دنیا و آخرت کی سعادت چاہتی تھی، تعجب کرنے لگے اور خدا سے دعا کی۔ تو اس عورت کی تمنوں دعائیں پوری ہوئیں۔ اس وقت اس عورت نے جناب یوسف کی قبر کے بارے میں یہ بتایا کہ جب یوسف کا انتقال ہو گیا تو مصریوں نے ان کی قبر کے بارے میں اختلاف کیا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یوسف کی قبر ان کے محلہ میں بنے۔ اختلاف اتنا بڑھا کہ قریب تھا تلواریں چلنے لگیں۔ اختلاف دور کر کے لئے طے پایا کہ یوسف کا جسم ایک تابوت بلوری میں رکھ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے جائیں اور دریائے مصر میں دفن کر دیا جائے۔ تاکہ شہر مصر کا پانی قبر یوسف کے اوپر سے گزرے اور ہر جگہ پہنچے۔ تاکہ سب لوگ ان کی قبر کے فیض سے استفادہ کریں۔ پھر جناب موسیٰ کو ان کے قبر دکھائی۔ جناب موسیٰ نے وہاں سے تابوت جناب یوسف کو نکال کر بیت المقدس سے چھ فرسخ دور جو جگہ خلیل مقدس کے نام سے مشہور ہے قبر جناب یعقوب کے سامنے جناب ابراہیم کے پاس دفن کر دیا۔

### ۳۰۔ سلمان فارسی کس چیز سے ڈرتے تھے

صلوات علیہ ابن فارس لکھتے ہیں کہ سلمان فارسی جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو سعدان کی عبادت کے لئے گئے۔ سلمان رونے لگے۔ سعد نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ سلمان نے جواب دیا کہ میں دنیا کا لالچ اور اس کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ پیغمبر اسلام نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تم لوگ اس دنیا سے صرف اتنا گوشہ سفر اختیار کریں۔ جس طرح کسی سوا کو ایک جگہ سے

دوسری جگہ جاتے ہیں کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب میں اس لئے رو رہا ہوں کہ کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس انداز سے زیادہ میں نے تعریف نہ کیا ہو۔ سعد نے کہا اس وقت میں نے مسلمان کے کمروں میں چاروں طرف دیکھا تو صرف ایک لڑکا ایک بیالہ اور ایک طشت نظر آیا، اور کچھ نہ تھا۔

جب جناب سلمان کو مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو اپنے گدھے پر سوار ہو کر تنہا چل دیئے۔ مدائن کے لوگوں کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ مدائن کا حاکم جس کا نام سلمان فارسی ہے یہاں آ رہا ہے۔ ہر ایک کے لوگ استقبال کے لئے سہراہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر گزر گئی مگر کوئی نہ آیا۔ یہاں تک کہ دیکھا ایک شخص گدھے پر سوار ہے اور شہر کی طرف آ رہا ہے۔ اس سے پوچھا تم سے امیر مدائن کی ملاقات کہاں ہوتی تھی؟ تو سلمان فارسی نے پوچھا امیر مدائن کونسا؟ تو جو امیر مسلمان فارسی جو کہ پیغمبر اسلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ سلمان فارسی نے جواب دیا کہ امیر کو تو نہیں جانتا البتہ مسلمان فارسی میں ہی ہوں۔ یہ سن کر سب نیچے اتر آئے اور اپنے اپنے گھوڑے جناب سلمان کی خدمت پیش کر رہے تھے۔ جناب سلمان نے کہا۔ میرے لئے یہ گدھا ہی بہتر ہے۔ پھر شہر پہنچے تو لوگوں نے دارالامارہ میں لے جانا چاہا۔ جناب سلمان نے منع کر دیا اور کہا کہ میں امیر نہیں ہوں کہ دارالامارہ میں جا کر رہوں۔ ایک دوکان کرایہ پر لے کر اس کو اپنا مسکن بنایا اور لوگوں کے درمیان حکومت کرنے لگے ان کے ضروریات زندگی میں ایک کھال تھی جس پر وہ بیٹھتے تھے ایک لونا طہارت کے لئے رکھی جاتی۔ اور ایک عصائی ساتھ لائے تھے۔ اس پر راستے میں ٹکیہ کرتے تھے۔

اتفاق سے ایک روز شہر میں زبردست سیلاب آگیا۔ تمام لوگ اپنے مال و دولت۔ بیوی بچوں اور اپنی جان کے خوف سے آشفتہ و پریشان تھے اور

اور فریاد کر رہے تھے جب سلمان بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔ کھال کو اپنے دوش پر پر ڈالا ایک ہاتھ میں لونا اور دوسرے ہاتھ میں عصائی کر بیخ خوف و ہراس کے راہ نجات اختیار کی۔ اس وقت کہتے بناتے تھے کہ ایسے پرہیزگار اور کم مایہ لوگ جو دنیا سے محبت نہیں رکھتے روز قیامت نجات پائیں گے۔

### ۳۱۔ امام حسن مجتبیٰ کیوں رو رہے تھے؟

حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اپنے آباء اجداد سے نقل کیا ہے کہ امام حسن مجتبیٰ کی وفات کے وقت جو لوگ موجود تھے انہوں نے آپ کو روئے دیکھا تو عمر من کیا۔ یا بن رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو پیغمبر سے نسبت حاصل ہے اور آپ کے مقام و مرتبہ کی پیغمبر نے تعریف کی ہے۔ اور آپ نے بیس تاج چیدل کئے۔ اور اپنا تمام مال نین مرتبہ راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔ اور اسی طرح تقسیم کیا کہ نعلین میں سے ایک اپنے لئے رکھی اور دوسری راہ خدا میں تقسیم کر دی۔ تو امام نے فرمایا (ابھی لحوں المطلق و خرافان الاحباء) کہ میں مطلع کے خوف سے اور دوستوں کی بددلی پر رو رہا ہوں۔ علامہ مجلسی نے ہمارے الانوار میں لکھا ہے کہ مطلع سے حضرت کی مراد روز قیامت عدل الہی کے سامنے مختلف قسم کی گرفتاریوں میں مبتلا ہو کر جو انسان برسرے کے بعد دار و ہوتی ہیں کھرا ہونا ہے۔

### ۳۲۔ حقیقی خوف گناہوں سے روکتا ہے

جناب ابو حمزہ ثمالی نے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ کشتی پر سوار ہوا۔ طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ



گئی تمام مسافر ہی دریا میں ڈوب گئے اور صرف وہی ایک عورت زندہ بچی رہی۔ وہ ایک تختے پر بیٹھ کر ایک جزیرہ میں پہنچ گئی۔ اس جزیرہ ایک رہبر بن تھا جو کسی گناہ کے کرنے سے نہ ڈرتا تھا۔ اتفاقاً رہبر کی ملاقات اس عورت سے ہو گئی۔ رہبر نے اس کو احتمال بھی نہیں تھا کہ جزیرہ میں کسی تنہا عورت کو دیکھ سکتا ہے لیکن جب اس عورت کو دیکھا تو تعجب سے پوچھا کہ تو انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے ہے؟ عورت نے جواب دیا میں انسانوں میں سے ہوں۔ رہبر نے وقت کو غنیمت سمجھا اور اس سے کسی بات کے بغیر فعل حرام کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن اسی دوران رہبر نے اس کی نگاہ عورت پر پڑی تو دیکھا کہ اس کا تمام جسم درخت کی شاخوں کی مانند لرز رہا ہے۔ یہ دیکھ کر رہبر نے عورت سے سوال کیا کہ کیوں کانپ رہی ہو؟ عورت نے سر ہلک کر کے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خدا سے ڈرتی ہوں۔ رہبر نے پھر پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی تم نے کوئی فعل حرام انجام دیا ہے؟ عورت نے کہا پروردگار عالم کی عزت و جلال کی قسم اب تک کوئی ایسا کام انجام نہیں دیا ہے۔ جب یہ سنا تو عورت کی حالت دیکھ کر رہبر نے بہت متاثر ہوا اور کہا کہ تو نے کبھی ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا اور اب تو میرے محبوب کرنے کے باوجود راضی نہیں ہے پھر بھی اس قدر ڈر رہی ہے خدا کی قسم مجھے تجھ سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ یہ کہہ کر اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے گزشتہ گناہ سے توبہ کی (رہبر نے جب جزیرہ سے گھر کی طرف جا رہا تھا) راستے میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دور تک دونوں ساتھ چلتے رہے جب دھوپ میں تیزی پیدا ہوئی تو راہب نے کہا کہ جو ان بہتر ہے کہ تو دعا کر کہ خدا ازمدعا ہمارے سر پر سایہ کرنے کے لئے کوئی ابر سیاہ بھیج دے۔ تاکہ مجھے آرام مل سکے

جوان نے شرمندگی سے کہا میں نے قریبۃ الی اللہ کوئی نیک کام نہیں کیا ہے کہ دعا کر سکوں۔ راہب نے کہا تو میں دعا کرتا ہوں تم امین کہنا۔ جوان نے قبول کر لیا۔ راہب نے دست دعا بلند کئے کہ خداوند ہمارے سکون کے لئے کوئی بادل بھیج دے۔ راہبر نے امین کہی کچھ دیر میں نہ گذری تھی کہ آسمان کے کچھ حصے پر بادل چھا گئے اور یہ دونوں سایہ ابر میں راستہ چلتے رہے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ایک دولاب پر پہنچے۔ ایک راستے کی طرف راہب دوسرے کی طرف جوان چلا اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اچانک راہب نے دیکھا کہ ابر سیاہ جوان کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے تو اس نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ تم مجھ سے بہتر ہو تمہاری دعا قبول ہوئی ہے میری غلطی تم مجھے پریشان نہ کرنا۔ سننا کہ جو اپنے عورت کا تمام حصہ سناؤ (لا اذ قال غفر لہ..... تنقلا) جوان نے امین کہ کر راہب نے کہا کہ صرف اس وقت تمہارے دل میں خوف پیدا ہونے کی وجہ سے خدا نے تمہارے گزشتہ گناہ بخش دیئے۔ اس کا خیال رکھنا کہ آئندہ کبھی معصیت نہ ہونے پائے۔

### ۳۳. کیا خوف اچھا ہوتا ہے؟

اسحق بن عمار کہتا ہے کہ میری دولت بہت زیادہ ہو گئی تو میں نے اپنے غلام کو دروازے پر بٹھا دیا اور کہا کہ اگر کوئی مابیت منہ شیعہ یا با آئے تو اسے دایں کر دینا۔ اسی سال میں مکہ گیا وہاں حضرت امام حسنہ صادق کی خدمت میں پہنچا اور انہیں سلام کیا۔ آپ نے بردست اراشکی کے ساتھ جواب سلام دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں مجھ سے کیوں ناراض ہیں؟ کس وجہ سے آپ کے لطف سے محروم ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میری ناراضگی کا سبب وہی

چیز ہے جس نے تمہارے عقیدے کو مبینہ کے بارے میں متغیر کر دیا ہے میں نے  
عرفن کیا کہ خدا کی قسم میں ان کے متوقعا اور ان کے اعتقاد کی حقیقت کو سمجھتا ہوں  
لیکن میں راز راہوں کہ ہمیں انھار میں شہرہ ہو جاؤں اور لوگ مجھ پر بخوم نہ کریں  
اٹام نے جواب میں فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تیب و دوسون ملاقات کے وقت  
معاقد کرتے ہیں تو ان کی دوا انگلیوں کے درمیان نعل کی ملاقات سے ستور میتیں نازل ہوتی  
ہیں ان میں سے ننانوے رشتیں اس کو ملتی ہیں جو اپنے برادرین کو زیادہ دوست  
رکھتا ہے اور اگر فرط محبت سے وہ ایک دوسرے کو لوسہ دیں تو آسمان سے آواز  
آتی ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے اور جب آپس میں راز کی باتیں کرتے  
ہیں تو ملائکہ مٹکل اور کاتبان کلام آپس میں کہتے ہیں کہ ہم کو ان سے دور ہو جاتا  
جایئے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ لوگ کوئی ایسی راز کی بات کریں جو نہ تمام پر ہی آشکار  
نہ کرنا چاہتا ہو

حضرت کی گفتگو میں بہانہ کہتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ وہ فرشتے جو مٹکل  
کی باتیں سننے میں پھر اگر وہ دور ہو جائیں تو ممکن ہے کہ باتیں نہ سن پائیں اور پھر  
مکھ میں نہ سکیں گے حالانکہ خدا فرماتا ہے (وہ یہ فظ من قول ..... عقیلا  
بہ کوئی فظ بھی زبان پر بار بار نہیں ہوتا مگر یہ کہ دو نلک رقیب و عتید اس کے  
لکھنے کے لئے آمادہ رہتے ہیں میری بات سنکر حضرت نے مختصری دیر کے لئے  
سر جھکا لیا پھر سر اٹھایا تو آپ کی آنکھوں سے اشک جاری تھے آپ نے فرمایا  
کہ اسحق! اگر ملائکہ لکھیں تو خداوند عالم تو تمام رموز و اسرار کو جانتا ہے وہ  
سب کچھ مذہب اور جانتا ہے اسحق خدا سے اس طرح ڈر گیا تو اسے دیکھ  
رہے ہو اور اگر اس میں شک کرو کہ وہ بھی تمہیں دیکھ رہا ہے تم کا فسر ہو  
جاؤ گے اور اگر تمہیں یقین ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے مگر پھر بھی گناہ کرو تو تم

نے خدا کو تمام ناظرین سے حیرت و استعجاب کیا کہ خدا دیکھ رہا ہے تم اس کے  
موصیت کر رہے ہو اور تمہیں شرم نہیں آتی قدام اللہ عیب ذالک علو کیا

## ۳۴ حضرت عیسیٰ کی راتیں کیسی گزرتی تھیں

حسب عرف کہتے ہیں کہ ایک رات میں اور لوف اپنے گھر کے سامنے سو رہے  
تھے رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد ہم نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو  
دیکھا کہ حیران و پریشان لوگوں کی طرح دیوار پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ آیت پڑھ  
رہے ہیں اے ان فی خلق السموات والارض (پڑھتے پڑھتے آپ کی یہ حالت ہو  
گئی کہ جیسے بے ہوش ہو جائیں پھر مجھ سے فرمایا حسب! تم سو رہے ہو یا جاگ  
رہے ہو؟ میں نے عرض کیا آقا میں جاگ رہا ہوں آپ اس طرح (گریہ و زاری)  
کر رہے تھے اب ہم کیا کریں؟ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے اشک  
جاری ہیں اور مجھ سے فرمایا ان اللہ موقفا ..... (شخصی روایت) اسے  
حسب! خدا ایک روز حساب لے گا اور ہم سب اس روز پروردگار کی بارگاہ  
میں کھڑے ہونا پڑے گا ہمارا چھوٹے چھوٹا عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے  
حسب! خدا ہماری اور تمہاری اگر گردن سے بھی زیادہ قریب ہے کوئی چیز بھی  
خدا سے نہیں چھپائی ہو کہ رو بہ ہم کو دیکھتا رہتا ہے) پھر لوف کی طرف متوجہ  
ہو کر فرمایا تم سو رہے ہو یا بیدار ہو تو لوف نے کہا جاگ رہا ہوں اسے  
امیر المؤمنین! آج میں آپ کی حالت دیکھ کر کچھ زیادہ ہی گریہ زاری پر مجبور ہو  
گیا ہوں (فقال یا لوف ..... انی اللہ) (لحد۶)



امیر المؤمنین نے فرمایا۔ اتنا سمجھ لو کہ جو قطرہ اشک خدا کے خوف کی بنا پر آنکھ سے نکلتا ہے وہ آتش جہنم کے بہت سے دریا خشک کر دیتا ہے جو موت خدا میں آنسو بہتا ہے۔ وہ کسی سے دوستی یا دشمنی اللہ کے لئے کرتا ہے تو اس سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی عزیز نہیں۔

نوٹ! اگر کوئی کسی سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت پر کسی کو مقدم نہ کرے گا۔ اگر کوئی خدا کی ناراضگی کا باعث ہو تو اس کا انجام اللہ والا کھٹکتا نہ دیکھئے گا۔ اب جب کہ تم یہ خصوصیت رکھتے ہو کہ تم نے حقائق ایمانی کو مکمل کر دیا وہ لوگوں کو کچھ نصیحت کر کے اس خدمت کے طرف متوجہ کیا۔ امیر المؤمنین نے آخر کلام میں فرمایا کہ تمہیں ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہنا چاہئے پھر آپ وہاں سے چلے گئے اور جاتے وقت کہہ دیا (بیت شعری فی غفلائی۔۔۔ ماحالی علیہ السلام) اسے کاش! مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری اس غفلت میں تم میری طرف متوجہ ہو یا مجھ سے غافل ہو۔ خدا یا اکاش مجھے معلوم ہوا کہ طولانی حوالوں اور تیری عطا کردہ محنتوں پر میری معنوں شکر گزاری کا تیرے نزدیک کیا مرتبہ ہے؟ حسب نے کہا خدا کی قسم امیر المؤمنین تمام اسی راز و نیاز میں سوز و گداز کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

## ۱۵۔ ہمیں اس دن کیلئے آمادہ رہنا چاہیے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت علی کی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ جب کہ آثار

نعم دانندہ آپ کے چہرہ پر نمایاں تھے (حدیث رسول میں آئے۔ رسول اسلام نے پوچھا کیا ہوا؟ علیؑ نے جواب دیا میری مادر گرامی کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر پیغمبر اسلامؐ نے بھی کہا میری ماں کا انتقال ہوا ہے اور رونا شروع کر دیا۔ اور ہائے مادر گرامی کہہ کہہ کر پٹ روتے جاتے تھے۔ پھر اپنی ردا اور پیراہن حضرت علیؑ کو دے کر فرمایا اس سے انہیں کفن دو اور کفن کے بعد مجھے بھی اطلاع دینا جب جنازہ قبرستان پہنچا تو پیغمبر اسلامؐ نے نماز پڑھائی۔ لیکن اس روز ایسی نماز پڑھائی کہ کسی کی نماز جنازہ اس سے پہلے اس طرح پڑھائی تھی اور نہ بعد میں پڑھائی پھر آپؐ قبر میں اتر کر بیٹھے اور باہر نکل کر فرمایا اب دفن کرو دفن کے بعد بناب فاطمہ سے خطاب فرمایا تو انہوں نے جواب دیا بے شک یا رسول اللہ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو تمہارے پروردگار۔ وعدہ کیا تھا کہ پورا ہوا نہیں۔ فاطمہ بنت اسد نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! آپؐ کو بہترین جزا دے پیغمبر نے جو فاطمہ پر طولانی دعائیں پڑھیں۔ جب آپؐ وہاں سے آئے تو لوگوں نے پوچھا بر عمل آپؐ نے فاطمہ کے جنازہ میں انجام دیا یعنی قبر میں اتارنا، اپنے لباس سے کفن دینا طولانی نماز پڑھنا اور راز و نیاز کی گفتگو کرنا) وہ کسی کے جنازے کے ساتھ انجام نہیں دیا؟ پیغمبر نے فرمایا۔ ہاں میں نے اپنے لباس سے انہیں اس لئے کفن دیا کہ میں ایک روز لوگوں کے قیامت کے محسوس ہونے کی کیفیت بیان کر رہا تھا تو فاطمہ نے کہا ہائے فسوس۔ اس لئے میں نے اپنے لباس سے انہیں کفن دیا۔ اور نماز میں خدا سے درخواست کی کہ یہ لباس پرانا نہ ہو تاکہ اس فاطمہؑ اللہ علیہا بیتا میں محسوسوں اور جنت میں داخل ہوں۔ خدا نے قبول فرمایا ہے اور میں فاطمہ کی قبر میں اس لئے بیٹھا کہ ایک روز میں نے فاطمہ سے کہا کہ جب میت کو قبر میں اتار دیں گے تو دو نلک (منکر و نکیر) ان سے سوال

کر لیا گئے۔ یہ سن کر غافل نہ رہا تھا آہ! میں اس روضہ سے خدا کی بہادری مانگتی ہوں  
میں نے ان کی قبر میں بیٹھ کر خدا سے درخواست کی کہ جنت کا ایک دروازہ ان  
کی قبر کے طرف کھول دے اور ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا  
دے۔

ابو بکرؓ نے یہ سنا، چلا، اسے لاسہرہ حضرت اوق سے عرض کیا آپ فرماتے تھے کہ  
جب حضرت پیغمبرؐ رقیہ کا انتقال ہوا تو رسول کریمؐ ان کی قبر کے پاس کھڑے  
ہوئے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا  
یا رسول اللہ! آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے کیوں گریہ فرمایا؟

### ۳۴۔ رحمت خدا دیکھو

ایک مرتبہ جب مشرکین انبش نے پیغمبرؐ سے مذہب اسلام کے بارے  
میں استعجاب کیا تو اس ضمن میں ابو جہل نے کہا یہاں ایک بات اور ہے کہ آپؐ یہ  
کہتے ہیں کہ جب قوم موسیٰؑ نے خداوند عالم کو دیکھنے کی خواہش کی تو ان پر ایک بجلی  
بارش اور وہ لوٹ ہو گئے۔ اگر آپؐ پیغمبرؐ میں تو میں بھی مل جانا چاہیے کیوں کہ  
ہماری قوم موسیٰؑ تو قوم موسیٰؑ کی خواہش سے بھی زیادہ غمیت۔ اس لئے کہ وہ موسیٰؑ  
پر ایمان رکھتے تھے اور خدا کے دیکھنے کی خواہش کر رہے تھے لیکن ہم یہ کہتے ہیں  
کہ جب تک آپؐ خدا کو اس پر لاکھ کے ساتھ ہمارے سامنے نہ لادیں  
تو ہم ایمان نہ لائیں گے۔ پیغمبرؐ اسلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔ ابو جہل! کیا تو  
ابراہیمؑ کی داستان نہیں جانتا یہ خداوند عالم نے انہیں آسمانوں کی

لے۔ حصار اللہ اور جہاد

سیر کرانی تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے (وَكَذَلِكَ  
نُوحِيَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ..... الْمَوْقِنِينَ) (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی قوت بصارت  
میں اضافہ کر دیا جب وہ آسمان آخر کی بلندی پر پہنچے تو روضہ زمین کے ہر طرف ہر  
باطن کو دیکھ رہے تھے۔ اسی دوران میں ایک مرد اور ایک عورت کو ایک عمل ناشائستہ  
انجام دیتے دیکھا۔ ان کے لئے بد دعا کی، وہ اسی وقت مر گئے۔ دوسری مرتبہ پھر یہی  
منظر دیکھا، ان کے لئے بھی بد دعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ تیسری مرتبہ پھر دونوں کو  
اسی حالت میں دیکھا تو ان کے لئے بھی بد دعا کی وہ بھی مر گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر یہی عمل  
انجام دیتے ہوئے دو شخص نظر آئے۔ جناب ابراہیمؑ نے بد دعا کرنا چاہی تو وحی  
ہوئی۔ ابراہیمؑ میرے بندوں کے لئے بد دعا نہ کرو۔ (فإِنَّا إِنَّا الْغَفُورُ الْحَكِيمُ)  
الجبہما (الحلیم) میں بخشنے والا مہربان، جبار اور حلیم ہوں۔ اگر میں اپنے بندوں  
کو گناہ کرتا دیکھتا ہوں تو سمجھی ان پر تمہاری طرح غصہ نہیں کرتا۔ پس اب میرے  
بندوں کے لئے بد دعا نہ کرو۔ تم کہتے ہو میں نے اپنے بندوں کو ڈرانے کے بعد عفو کیا  
ہے۔ تم میرے ملک میں شریک مہر اور نہ ہی مجھ پر حکومت کرتے ہو۔  
میرے نزدیک بندوں کی نیکیاں ہیں۔

(۱) جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ اگر وہ توبہ کر  
لیں تو ان کے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پردہ پوشی کرتا ہوں۔

(۲) بعض گناہگاروں کو اس لئے مہلت دیتا ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ ان  
کے صلب سے فسردہ مومن پیدا ہو گا تو کافراں باپ کے ساتھ محبت  
نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ بچہ پیدا ہو جائے۔ پھر جب مقصد حاصل  
ہو جائے تو انہیں منزل جاتی ہے اور وہ بلاؤں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔  
اگر یہ دو چیزیں (توبہ اور فسردہ صالح) نہ ہوں تو جو سزا میں نے ان کے لئے

معدن کی ہے وہ تمہاری تجویز کردہ سزا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے زیادہ سخت ہے کیوں کہ میرا عذاب بھی میری عظمت و جلالت کے مناسب ہے۔ پس اسے ابراہیم! مجھے میرے بندوں کے لئے چھوڑ دو۔ میں ان کی تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ میرے بندوں کے اور میرے درمیان فاصلہ نہ بنو۔ میں جبار و حلیم ہوں۔ دانا اور حکیم ہوں اپنی قضا و قدر کے ساتھ ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں۔

پنجمہ اگر تم نے ابو جہل سے فرمایا۔ خدا نے تجھے بھی مہلت دی ہے تاکہ تیرے صلب سے فرزند صالح عکرمہ پیدا ہو۔ وہ مسلمانوں کے بعض امور کا عہد دار ہو گا۔ اگر یہ مصالحت نہ ہو تو تجھ پر عذاب نازل ہو جاتا اور اسی طرح تمام قریش بھی ہیں۔ وہ انہیں اسی لئے مہلت دیتا ہے کہ جانتا ہے کہ بعد میں ایمان لائیں گے۔ موجودہ کفر کی بناء پر سعادت اخروی سے انہیں محروم نہیں کرتے۔ یا اس وجہ سے ان پر عذاب نازل نہیں کرتا کہ ان کے صلب سے فرزند صالح پیدا ہو گا اسی لئے باپ کے عذاب میں تاخیر کرتا ہے تاکہ بیٹا اپنی سعادت حاصل کر سکے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہو جاتا۔

## ۳۸۔ بشر حافی کی توبہ

صاحب منہاج الکرام لکھتے ہیں کہ بشر حافی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بن جعفر صادق کے سامنے توبہ کی۔ ایک روز امام موسیٰ کاظم بعد اذ میں بشر کے گھر کے پاس سے گذر رہے تھے تو گائے بجانے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور کہا وقت بشر کی توبہ کا گواہی دینے کے لئے باہر نکلی۔ امام نے فرمایا۔ کینیڑ! اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام؟ کینیڑ نے جواب دیا آزاد ہے۔ امام موسیٰ بن جعفر نے فرمایا۔ توبہ کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی کا بندہ یا غلام ہوتا تو اپنے آقا و مولائے

## ۳۹۔ رحمت خدا گناہگار مومن کے شامل حال ہے

سلمان بن خالد کہتا ہے کہ خدمت حضرت صادق میں حاضر ہوا اور اس آیت کی تلاوت کی (الاصحٰب تاب و آصحت ..... حسنات) (ص ۵۲) آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور عمل صالح انجام دے صلاص کے گناہوں کو اعمال حسنہ سے بدل دیتا ہے۔ امام نے فرمایا کہ یہ آیت تمہارے

ڈرتا کینزینر گھر میں جاگئی۔ بشر شراب پینے کے لئے آمادہ بیٹھا ہوا تھا۔

(چونکہ کینزینر کو واپس آنے میں تاخیر ہوئی لہذا) بشر کے تاجیک کا سبب پوچھا تو کینزینر نے کہا ہمارے گھر کے پاس سے ایک شخص گزر رہا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام تو میں نے کہا آزاد ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔ اگر غلام ہوتا تو اپنے آقا سے ڈرتا۔ اس بات کا بشر پر اتنا اثر ہوا کہ ہوش اٹھ گئے۔ ننگے پیر گھر سے نکلا۔ امام کی خدمت میں پہنچا پھر آپ کے سامنے تو بہ کی۔ اور گزشتہ غلاموں کی معافی چاہی۔ اور رقتا ہوا واپس آیا۔

اس کے بعد تمام برائیاں ترک کر دیں۔ اور زائد لوگوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ کہا جاتا ہے کہ چونکہ بشر برہنہ پاؤں کر امام کی خدمت میں پہنچے اور تو بہ کی۔ اس لئے لوگوں نے انہیں حافی (برہنہ پا) کا لقب دیا۔

### ۳۹۔ مشہور احسن

فضیل بن عیاض اپنی ابتدائی زندگی میں سرخس اور ایبورد کے اطراف میں جوانی میں مشہور راہزنوں میں شمار ہوتا تھا۔ ایک مدت تک وہ یہ کام کرتا رہا۔ اور راہزنی میں بڑا مشہور ہو گیا۔ آہستہ آہستہ اس کے دل میں ایک لڑکی کی محبت پیدا ہو گئی۔ ایک رات اس نے لڑکی سے ملنے کا ارادہ کیا دیکھا میں ایک دیوار پر اٹھ بیٹھی وہ جب دیوار پر چڑھ کر لڑکی کے پاس جانا چاہتا تھا تو ایک شخص اس کو قاتل مجید کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اللہ رب العالمین۔۔۔۔۔۔ اللہ (ص) کیا وہ وقت نہیں آیا کہ مومنین خشوع و خضوع اختیار کریں اور خوف خدا ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے فضیل ابھی دیوار کے اوپر سے کب پہنچا تھا۔ وہیں سے واپس آگیا۔ اس آیت نے اس کے دل

پر ایسا اثر کیا کہ اس نے اپنی روش زندگی میں بدل دی۔ بڑے ہی مخلص سے کہا

ایسا اب! (اے) پروردگار! ہاں! وقت خشوع اور خضوع آگیا ہے۔ فضیل نے صدق دل سے تو بہ کی اور وہ رات ایک خرابہ میں بسر کی۔ اس خرابہ میں کچھ مسافریں موجود تھیں اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ جنوں کہ مسافریں کے چلنے کا وقت ہو رہا تھا لہذا وہ کہہ رہے تھے کہ فضیل سے کیسے نہیں۔ وہ یقیناً کہیں راستہ میں بیٹھا ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔ قافلہ والوں کی یہ گفتگو سن کر فضیل اور بھی زیادہ متاثر ہوا۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں کتنا بدبخت ہوں بہت سے آسودہ خاطر انسان میری وجہ سے تشویش میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور قافلہ والوں سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ تم لوگ مطمئن رہو اب کسی قافلہ کو مجھ سے اذیت نہ پہنچے گی۔

### ۴۰۔ حقیقی تو بہ

جب جنگ تبوک کا وقت قریب آیا تو پیغمبر اسلامؐ نے مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دی۔ تمام سپاہیان اسلام جنگ کے لئے چلے گئے۔ مگر کچھ منافق اور تین ایسے مومن جن کے دلوں میں پہلے نفاق نہ تھا جنگ کے لئے نہ گئے۔ اور لشکر کی مخالفت کی مخالفت کرنے والے مومنین میں سے ایک کعب ابن مالک شاعر تھا۔ کعب نے کہا اس روز جنگ تبوک کے موقع پر میری قدرت و طاقت پہلے سے زیادہ تھی اور اس موقع کے علاوہ جب جنگ تبوک واقع ہوئی میرے پاس بھی دو سواریاں نہ رہیں۔ ہر روز میں سوچتا تھا کہ آج جنگ کے لئے جاؤں

لے روضات الجنات، لفظ فضیل



گا مگر پورا دن گزر جاتا تھا۔ اور میں نہ جاپاتا۔ اسی طرح دوسرے دن بھی رہتا۔ آخر کار میں نے سستی کی۔ اور جنگ کے لئے جانے اور مسلمانوں کے ساتھ دینے سے گریز کیا۔ دن میں بائرا چلا جاتا تھا لیکن میرا کام بھی نہ بنتا اور نہ مقصد حاصل ہوتا۔ میں نے ضلال ابن امیہ اور مرارہ بن ریح سے ملاقات کی۔ میری طرح وہ بھی جنگ کے لئے نہیں گئے تھے۔ ان کا بھی یہی بیان تھا۔ کہ کار و بار درست نہیں ہے۔

جب تک مسلمان جنگ تبوک میں مصروف رہے ہم اسی پریشانی میں مبتلا رہے۔ جب ہم نے یہ سنا کہ سپاہیان اسلام پیغمبر کے ساتھ واپس آ رہے ہیں تو ہم اپنی حرکت پر تادم ہوئے اور ان کے استقبال کے لئے گئے جب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے تو سلام کر کے انہیں فتح کی تہنیت دی۔ آنحضرت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور ہماری طرف سے مخرج طور یا ہم نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو سلام کیا تو انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ جب یہ خبر ہمارے گھر والوں تک پہنچی تو انہوں نے بھی ہم سے گفتگو نہ کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالت ہو گئی کہ جب ہم مسجد میں جا کر کس سے بات کرتے تو کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔

ہماری عورتوں نے پیغمبر اسلام سے کہا کہ آپ ہمارے شوہروں سے ناراض ہیں اگر آپ حکم دیں تو ہم بھی ان سے جدا ہو جائیں۔ پیغمبر اگر تم نے فرمایا ان سے جدا نہ ہونا لیکن انہیں اپنے نفسوں پر اختیار بھی نہ دینا یہ حالت دیکھ کر کعب اور ان کے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ اب مدینہ میں رہنے سے کیا فائدہ۔ پیغمبر اسلام سے لے کر ہمارے دوست ساتھی اور گھر والوں تک نے ہم سے تعلقات منقطع کر دیئے ہیں۔ ہمیں اب مدینہ سے نکل کر پہاڑوں میں

بیٹھ کر توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔ تب خدا ہماری توبہ قبول کرے گا۔ ورنہ اسی طرح اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ یہ سوچ کر غمغینوں پہاڑوں میں چلے گئے۔ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو مناجات کیا کرتے تھے ان کے گھرواں انہیں کھانا پہنچا دیتے مگر ان سے بات چیت نہ کرتے تھے۔ ایک مدت تک وہ لوگ گریہ و زاری کرتے رہے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسی طرح پچاس دن گزار دیئے ایک روز کعب نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب ہم سے خدا و رسول ہمارے دوست اور گھر والے سب ہی ناراض ہیں (اگر کوئی بات بھی نہیں کرتے) تو ہم لوگوں کو آپس میں زلونا چاہیے۔ اور ایک دوسرے سے جدا ہو جانا چاہیے ہم میں سے ہر ایک الگ الگ بیٹھ کر توبہ و استغفار کرے اور ہم مرتے دم تک آپس میں گفتگو نہ کریں گے۔ شاید اس وقت خدا ہماری توبہ قبول کرے۔ تین روزہ تک بالکل الگ رہ کر ہر ایک نے مناجات کی اور آپس میں ملاقات بھی نہ کی تیسری رات جب پیغمبر اکرم جناب اسلمہ کے گھر تھے اس وقت قبولیت توبہ کے سلسلے میں آیت نازل ہوئی **لَقَدْ نَابَ اللَّهُ مَنِاسْتَجٰی** ..... **هَوَاتَوٰی** (الرحیم) خدا نے انصار و مہاجرین کی توبہ پیغمبر کے واسطے سے قبول کر لی جن لوگوں نے دشواریوں میں نبی کو پیروی کی اور قریب تھا کہ ان میں سے بعض کے ولی اراد سے بدل جائیں (دشواری کی بنا و جنگ کے لئے نہ جائیں) پھر جب وہ راہ راست پر آ گئے تو خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ اور خدا مومنین پر رحم کرنے والا ہے۔ اور ان آدمیوں کی توبہ بھی قبول کر لی جنہوں نے مخالفت کی تھی پہلے اور جنگ کے لئے نہیں گئے تھے۔ انہیں اس قدر دشواریاں پیش آئیں کہ زمین آبی وسیع ہو

کے باوجود ان کے لئے تنگ ہو گئی اور ان کے دل غمگین اور پریشان ہو گئے۔  
انہوں نے جان لیا کہ خدا کے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بے شک خدا توبہ  
قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

## ۴۱۔ ایک اور نمونہ

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی ایک ظالم بادشاہ کے ملازموں میں سے  
تھا۔ ایک مرتبہ اسے بہت سی دولت ملی۔ ان میں چند کا لئے بچانے والی کینز بھی  
تھیں۔ اکثر اس کے یہاں مش و طرب کی تحفیں گرم کرتیں۔ اور اپنا وقت لہو و لعب  
میں گزارتا کینز یہ شراب پی پی کر فحش گاتیں پڑوس میں رہنے کی وجہ سے میں ہمیشہ  
اس سے ناراض رہتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ اسے متوجہ کیا، لیکن اس نے قبول نہ  
کیا۔ میں نے اس سے اتنا اصرار کیا کہ وہ ایک روز بولائیں تو شیطان کا ایسہ ہوا  
لیکن تو شیطان کا تابع نہیں ہے۔ اگر تو میری حالت اپنے آقا امام جعفر صادق  
سے بیان کرے تو شاید تیری بدولت خدا مجھے پرہیزگاری سے نجات دے۔

ابوبصیر کہتے ہیں کہ اس شخص کی بات سے میں بہت متاثر ہوا۔ جب میں خدمت  
مصدق کی خدمت میں پہنچا تو اپنے پڑوسی واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جب  
تم کو فوجانا اور دو تم سے ملنے کے لئے آئے تو تم کہنا کہ جعفر بن محمد نے کہا ہے کہ تم  
اپنے برے کام چھوڑ دو تو میں تمہاری جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔ جب میں کو فوجینچا  
تو لوگ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ میرا پڑوسی ہی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ واپس  
جانے لگا تو میں نے اسے روکا اور لوگوں کے جانے کے بعد اس سے کہا کہ میں نے  
تیرا واقعہ امام جعفر صادق سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری طرف  
سے بعد سلام کہنا کہ تم اپنے برے کام چھوڑ دو تو میں تمہاری جنت کی ضمانت

لیتا ہوں۔ یہ سنکر وہ روئے لگا۔ اور بولا خدا کی قسم کیا جعفر بن محمد نے تجھ سے  
کہا ہے؟ میں نے کہا ہاں، خدا کی قسم کہا ہے۔ تو وہ بولا میرے لئے یہی کافی ہے  
پھر میرے گھر سے چلا گیا۔

کچھ روز گزرنے کے بعد اس نے مجھے بلایا۔ میں گیا تو دیکھا دروازہ کے  
پچھے برہنہ کھڑا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہا کہ میں نے اپنا تمام مال اس کی راہ میں خرچ کر دیا۔  
اب کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ اسی لئے میں دروازہ کے پچھے برہنہ کھڑا ہوں۔ میں نے  
دوستوں کے پاس گیا اور اس کے لئے کچھ لباس وغیرہ بیجا کیا۔ پھر کچھ دن بعد اس  
نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں بیمار ہوں تو تم سے ملنا چاہتا ہوں، تو میں اکثر اس کی  
عیادت کے لئے جاتا تھا۔ اور اس کے علاج وغیرہ کا خیال رکھتا تھا۔ آخر کار جب  
اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو میں اس کے بستے کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ اچانک  
بے ہوش ہو گیا۔ پھر ہوش میں آئے کے بعد اسے کراہے ہوئے بولا۔ ابوبصیر! تمہارے  
آقا نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اسی سال جب میں حج کے لئے گیا تو امام کی خدمت میں  
پہنچا۔ دروازہ پر دستک دے کر داخلہ کی اجازت چاہی۔ جب میں داخل ہو رہا  
تھا تو میرا ایک پیر دروازہ کے باہر اور دوسرا گھر کے اندر تھا امام نے فرمایا ابوبصیر  
ہم نے تمہارے پڑوسی کے بارے میں کیا بتاؤ وعدہ پورا کر دیا ہے

## ۴۲۔ مایوس نہ ہو

سلام بن مستیر کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا  
اک دن حضرت بن امیہ بھی آیا اور کچھ سوالات کئے۔ اور جاتے وقت بولا یا بن رسول اللہ

لے بخار الانوار ج ۱۱ ص ۱۴۶



خدا آپ کو طول عمر عطا فرمائے اور ہمیں اس سے زیادہ استفادہ کی توقع دے  
میں اپنے حالات آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جب ہم آپ کی خدمت میں سرکباب ہوئے ہیں، تو باہر نکلنے سے پہلے ہمارا  
دل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور دنیا کو ہم قبول جاتے ہیں۔ پھر لوگوں کی دولت و  
ثروت کی ہماری نظر میں کوئی قیمت نہیں رہ جاتی۔ لیکن جب آپ سے دور ہو جاتے  
ہیں اور تاجروں اور لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتے ہیں تو ہمارے دل  
میں جب دنیا پیدا ہو جاتی ہے، اناٹم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دل ہی وہ نہیں ہے  
جو کبھی سخت اور گھبراہٹ ہو جاتا ہے۔ اسی لغزش و تبدل کی بنا پر اسے قلب کہا جاتا  
ہے، پھر فرمایا اصحابِ حضرت رسول خدا، آپ سے کہا کرتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں  
کہ کہیں منافق نہ ہو جائیں، تو غیر اکرم کہتے تھے کہ تم کس طرح منافق ہو سکتے ہو؟  
تو وہ کہتے تھے کہ جب ہم آپ کی خدمت میں رہتے ہیں تو آپ ہمارے دلوں کو بیدار  
کرتے اور آخرت کی طرف مائل کرتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر خوف طاری ہو  
جاتا ہے اور دنیا سے ہم غافل ہو جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم  
آخرت، جنت اور جہنم کو اپنی نظر و دل سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ حالت اسی وقت  
تک رہتی ہے جب تک ہم آپ کی خدمت میں رہتے ہیں۔ مگر ہم جب  
بہاں سے چلے جاتے ہیں اور اپنے چہرہ کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس  
کیفیت کا دامن ہمارے ہاتھ سے اس طرح چھوٹ جائے گا کہ گویا کبھی اس سے  
سابقہ میں نہ رہا ہو۔ کیا اس صورت میں ہم منافق نہ ہوں گے؟ پیغمبر نے فرمایا  
ہرگز نہیں۔ یہ تئیرات تو شیطانِ دوسو سے کی بنا پر ہوتے ہیں کیوں کہ وہ تمہیں دنیا  
کی طرف مائل کرتا ہے۔ خدا کی قسم تم نے جو حالت بیان کی ہے اگر اس پر باقی رہے  
تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرتے ہیں اور قرآن کی سطح پر چل سکتے ہو اور دلوں کو انکھ...

..... ان السوء من نوابہم) اگر تم گناہ کی طرف سے توبہ نہ کرتے تو خدا  
دوسری مخلوق پیدا کرتا۔ یہاں تک کہ وہ گناہ کرتے اور طلبِ آمرزش کرتے تو  
خدا انہیں بخشتا۔ یہ تحقیق مومن کی ہر ہر آزمائش ہوئی ہے۔ اور اس کا امتحان لیا جاتا  
ہے۔ وہ گناہ کیسے توبہ کرتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے۔ اور پھر فوراً توبہ کر لیتا ہے۔  
کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے (ان اللہ مجیب..... المظہرین)  
اور اس آیت میں فرماتا ہے (ایستغفرو..... الیہ)

### ۲۳۔ ہر گناہ کے لئے مخصوص توبہ ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص  
یہ کوشش کرتا تھا کہ حلال طریقے سے مال دنیا حاصل کرے۔ مگر وہ اپنے ارادے  
میں کامیاب نہ ہو سکا۔ تو شیطان انسانی صورت میں اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ تو  
نے مال دنیا کو حلال طریقے سے حاصل کرنا چاہا مگر حاصل نہ کر سکا۔ پھر حرام  
طریقے سے حاصل کرنا چاہا تو وہ بھی تجھ سے نہ ہوا۔ اب اگر توبہ کرے تو میں تجھے ایسا  
راستہ بتاؤں جس سے تیرا مقصد حاصل ہو جائے اور تجھے بہت سی دولت ملے۔  
لوگ بھی تیری پیروی کریں۔ یہ مشکرا اس نے جواب دیا، ہاں میں اس بات پر  
آمادہ ہوں۔ شیطان نے کہا تو اپنی طرف سے ایک دین ایجاد کر اور لوگوں کو اس  
کی طرف دعوت دے۔ اس نے ایسا ہی کیا لوگ اس کی پیروی کرنے لگے۔ پھر اسے  
خدا انہیں کے مطابق دولت دنیا بھی مل گئی۔

ایک روز اسے خیال آیا کہ میں نے کتنا غلط کام کیا ہے، کہ ایک نیا دین ایجاد

کر دیا۔ اب میری تو یہ بھی قبول نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر میں لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کروں کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا وہ میرا خود ساختہ مذہب اور باطل مسلک تھا تو شاید میری تو یہ قبول ہو جائے۔ اپنے تابعین میں سے ہر ایک کے پاس جا کر کہا کہ میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا وہ غلط اور بے بنیاد تھا۔ اس کی بات سن کر لوگ جیتے تھے کہ تم اب جھوٹ بول رہے ہو، تم نے تم سے جو کچھ بیان کیا وہی درست اور حق تھا۔ اب تمہیں اپنے دین میں شک ہو رہا ہے اور تم گمراہ ہو رہے ہو۔ ان کی یہ باتیں سن کر اس نے خود اپنے ہاتھوں ملوک و زنجیر کو ہلایا۔ اور کہا کہ یہ اس وقت تک پیشہ ہوں گا جب تک خدا میری تو یہ قبول نہ کرے۔

خداوند عالم نے اس زمانہ کے نبی پر وحی کی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ میری عزت و جلال کی قسم اگر مجھے پکارتے پکارتے تیرے جسم کا ایک ایک عضو جدا ہو جائے تب بھی میری تو یہ اس وقت قبول نہ کروں گا جب تک کہ جو لوگ تیرے دین پر مرے ہیں اور جنہیں تو نے گمراہ کیا ہے انہیں حقیقت حال سے آگاہ نہ کر دے اور وہ تیرے دین کو نہ جھوٹ دیں۔ (اس کے لئے یہ کام بھی ممکن نہ تھا)

## ۴۴۔ قرآن مجید سے ایک واقعہ

(وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ..... وَمَوْعِظَةُ الْمُنْتَفِعِينَ) امام زین العابدین

لے بیار الانوار۔ ج ۲ ص ۲۷۵

کہ جزو دوم بیار الانوار ص ۲۷۵ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ میں لوگوں نے روزِ نشیہ تہا زہ تمدی کی مقبیلہ کا دوا تو معلوم ہو چکا۔ مہم نے ان سے کہا کہ تم ہندو گمراہ ہو اور ہندو بن جاؤ (یعنی مہم نے انہیں مسیح کر دیا) اس منکر کو ہم نے متفقین کے لئے نصیحت اور آئندہ نسلوں کے لئے منزلت عہد قرار دیا۔

اس آیت مشرکین کے ذہن میں فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے بارے میں خدا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے وہ دریا کے پاس زندگی بسر کرتے تھے خدا نے روزِ نشیہ شکار کرنے سے انہیں منع فرمایا تھا۔ انبیاء نے بھی ان کو منع کیا تھا۔ لیکن مکر و فریب کے ذریعے انہوں نے روزِ نشیہ پھیل کا شکار اپنے لئے حلال کرنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے حوض بنا کر دریا سے چھوٹی چھوٹی نالیاں وہاں تک اس طرح بنائیں کہ پھیلیاں دریا سے نالیوں کے ذریعے حوض میں آجاتی تھیں۔ انہوں نے نالیوں میں جال لگا دیئے تھے تاکہ پھیلیاں دریا میں واپس نہ جاسکیں

پھیلیاں فطرت کے مطابق روزِ نشیہ شکار سے محفوظ رہتیں۔ نالیوں کے ذریعے حوض میں آجاتیں اور شام تک وہیں رہتیں۔ لیکن جب واپس جانا چاہتیں تو آسانی سے جال میں پھنس جاتی تھیں۔ شکاری روزِ یکشنبہ بغیر کسی زحمت کے جال میں پھنس چکی پھلیوں کا شکار کر لیتے تھے۔ وہ لوگ گناہ سے بچنے کا انتہا کر سنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن شکار نہیں کیا بلکہ آج یکشنبہ کو شکار کر رہے ہیں۔ شنبہ کے دن پھیل کا شکار رہا ہے لئے حسرتاں ہے۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے کیوں کہ وہ شنبہ کو نالیاں بنا کر جال لگا دیتے تھے اور (دوسرے دن) انتظار کر لیتے تھے۔ اس طرح روزِ امان حیلہ کر کے بہت سی پھیلیاں حاصل کر لیتے اور بہت سی دولت حاصل کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس شہر میں تقریباً اسی ہزار آدمی رہتے تھے جن میں سے ستر ہزار آدمی یہی طریقہ کار اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور باقی دس ہزار ان کو مددگار نافرمانی اور ان کی بدکرداری سے روکتے تھے چنانچہ اس آیت میں خداوند عالم نے انہی کی داستان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(وَأَسَفْتُمْ... الْبَیْتِ الْغَیْبِ)



سے اپنے قریہ کے ضعیف الاعتقاد و شیعوں کو نجات دے۔ اگر تو نے ان میں سے بہتر کو پسند کیا تو میں تجھے دونوں دے دوں گا۔ لیکن اگر بہتر انتخاب نہ کیا تو پھر ایک ہی چیز دوں گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مولا کی دونوں چیزوں کا ثواب برابر ہے؟ امام نے فرمایا کہ اس کا ثواب تمام دنیا کی جہنم سے جیس گنا بہتر ہے۔ تو اس نے کہا پھر میں کم قیمت کا کیوں انتخاب کروں؟ میں باب علم کو اختیار کرتا ہوں (یعنی میرے لئے ایک دروازہ علم کا کھول دیں) یہ مسکرا کر امام نے فرمایا تم نے اچھی چیز کا انتخاب کیا، پھر اس کو وہ علم سکھایا اور سبیل ہزار درہم بھی دیئے۔ وہ امام سے رخصت ہو کر اپنے قہر پہنچا اور اس ناصبی سے بحث کی اور اسے مغلوب کر دیا۔ یہ خبر امام حسن مجتبیٰ کو بھی ملی۔ ایک روز اتفاقاً پھر وہ شخص خدمت امام میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے برابر نہ کسی نے فائدہ اٹھایا اور نہ تمہارے دوستوں میں سے کسی کو اتنی دولت ملی کیونکہ تم نے کئی چیزیں حاصل کر لیں :-

(۱) دوستی خدا۔

(۲) دوستی پیغمبر و وصی۔

(۳) ان دونوں کی عزت و طاہرہ یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام کی صحبت

(۴) دوستی ملائکہ۔

(۵) موتیوں کی محبت اور دنیا کے ہر مومن اور کافر سے بڑا گنا بہتر قبولی جڑ ملے گا۔ مبارک ہو تمہیں مبارک ہو

## ۲۶۔ تحصیل علم بھی اور توسل بھی

آقا میر تقی میر نے کہا جو علمائے عصر حاضر ہیں سے ہیں دو واسطوں سے

لے اجتماع خبریں و لا مقدر حدیث نقل از جہاد لائو۔ ۱۴

نقل کرتے ہیں کہ شیخ مرتضیٰ انصاری کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ جب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکا تو تفصیل علم کی غرض سے نجف اشرف گیا اور وہاں شیخ مرتضیٰ انصاری کے درس میں شرکت کرنے لگا۔ لیکن میں ان کی تقریر یا سکل نہ سمجھ سکا۔ مجھے اس بات کا بہت احساس ہوا۔ ہر چند کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور درس نہ سمجھ سکا۔ آخر کار حضرت امیر سے متوسل ہوا۔

میں ایک روز خواب میں حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے کان میں پڑھ دی۔ صبح جب درس پڑھنے کے لئے گیا تو درس باقاعدہ سمجھا۔ آہستہ آہستہ پیش رفت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ درس میں اشکال کرنے لگا۔ ایک روز منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور درس سے استہاد پر بہت سے اشکال کئے پھر درس ختم ہونے کے بعد جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے آہستہ سے میرے کان میں فرمایا کہ جس نے تمہارے کان میں صرف بسم اللہ پڑھا ہے اس نے میرے کان میں پہلے ہی پوری سورہ حمد پڑھ دی ہے۔

## ۲۷۔ عالم منصرف کا نقصان

(عالم اہلسنت والجماعت امام ابن ابی الحدید راجع البلاغہ جلد چہارم میں لکھتے ہیں کہ معاویہ اپنے تابعین و اصحاب کو لایچ دے امیر المؤمنین علیؑ کے خلاف روایت گڑھنے اور لوگوں کے سامنے بیان کرنے پر آمادہ کرتا تھا وہ یہ کہتا تھا کہ ایسی روایتیں گڑھی جلتی ہیں جن میں علیؑ کے خلاف نفرت اور بیزاری کا مفہوم پایا جائے۔ وہ اس کام کے لئے کافی قسم صرف کرتا تھا۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ حدیثیں گڑھ سکیں اور لوگوں کے دل میں اس بات کا رجحان پیدا ہو۔ چنانچہ



لوگ بھی معاویہ کی خواہش پوری کرتے تھے خود ساختہ روایت بیان کرنے والے لوگوں میں سے ابوہریرہ، عمر دین غاص اور مغیرہ بن شعبہ بھی ہیں۔ ایش کتاب ہے کہ ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ عراق گیا تو پہلے مسجد کوفہ تک پہنچ گیا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کے استقبال کے لئے اور اس کی تقریر سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ابوہریرہ لوگوں کے ساتھ دوزانو جو گر بیٹھا۔ پھر خیر مرتبہ اپنا ہاتھ پیشانی پر مار کر روتا کہ لوگ اس کی بات کا یقین نہ کر سکیں، بولایا اہل العراق..... نفس بالتار! اسے اہل عراق! کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ میں خدا اور رسول پر تہمت لگا کر اپنا ٹھکانہ جہنم بناؤں گا۔

خدا کی قسم میں نے چغیر سے سنا ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک جسم ہوگا۔  
 ۵۱ ..... عیسیٰ (نور) میرا مرم مدینہ میں کوہ عیس سے لے کر کوہ ثور تک ہے، جو شخص علاقہ میں فتنہ برپا کرے خدا ملائکہ اور لوگوں کی اس پر لعنت ہو (د مشہد..... احداث فیہا) اور خدا گواہ ہے کہ عمل نے مدینہ میں فتنہ برپا کیا۔ جب یہ خبر معاویہ کو ملی تو ابوہریرہ کا بہت احتساب کیا۔ اور اس کو بہت کچھ دیا حکومت مدینہ میں اس کو دے دی، زرخشیری نے ریح الاربار میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ کو مغیرہ لکھا اب بہت پسند تھا یہ ایک قسم کا کھانا ہے جو دو دھن میں ترش ڈال کر بنایا جاتا ہے ابوہریرہ معاویہ کے دسترخوان پر بیٹھ کر مغیرہ کھانا کھا، اور جب وقت نماز ہوتا تو غسل کے چھپے نماز پڑھنے چلا جاتا۔ جب کوئی اس پر اعتراض کرتا تو وہ کہتا تھا کہ (مغیرہ معاویہ..... علی افضل) معاویہ کے دسترخوان کا مغیرہ اچھا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ لیکن نماز غسل کی اقتدا میں افضل ہے۔

## ۱۰۴۸ اس نے امام کی نقل کی

ایک بادشاہ کے دربار میں ایک مسخرہ رہتا تھا وہ لوگوں کی نقل کر کے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا۔ بادشاہ مذہب اہل سنت سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس کا وزیر ناہی اور دشمن اہل بیت نبوت تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے سفر کیا اور وزیر کو اپنی جگہ بٹھایا۔ وزیر یہ جانتا تھا کہ مسخرہ دوستانہ علیٰ یم سے ہے۔ اور شیخ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک دن اس نے مسخرے کو بلا کر کہا تم میرے سامنے بھی نقل کرو اس نے بہت انکار کیا اور معذرت چاہی۔ لیکن وزیر نے قبول نہ کیا۔ تو مسخرہ نے ایک روز کی مہلت مانگی دوسرے دن باس اعراب پہنے ہوئے، اکرم میں تیز تلوار حمل کر کے آیا اور وزیر سے حکمائے انداز میں سخت لہجے میں کہا خدا ونبی اور میری خلافت بلا فصل پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہیں قتل کروں گا۔ وزیر نے اس کام کو شرمی سمجھا اور بہت ہنسنا مسخرہ اور قریب آیا پھر سخت انداز سے اپنی بات کی تکرار کی اور تھوڑی سی تلوار نیام سے باہر نکالی آخند کار میری مرتبہ میں اپنی پوری طاقت کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھا اور تلوار نیام سے باہر نکالی پھر آخر مرتبہ اس نے اپنی بات کہی، وزیر ہنس کی وجہ سے بے حال تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ چمکتی ہوئی تیز تلوار اس کے سر پر لگی اور ایک وار میں اس کی زندگی تمام ہو گئی۔ (و اسی کے بعد جب بادشاہ کو یہ خبر ملی تو مسخرہ فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے تلاش کیا جائے جب مسخرہ کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا گیا تو اس نے تمام واقعہ بادشاہ کو بتا دیا۔ واقعتاً بادشاہ بہت ہنسنا اور اسے معاف کر دیا۔



## ۴۹۔ دوستی اہل بیت

نمبر بنی سلم کہتے ہیں کہ میں کوفہ سے مدینہ کا قصد کر کے چلا۔ چونکہ بیمار تھا۔ تو میری بیماری کی اطلاع حضرت محمد باقر کو دی گئی۔ آپ نے خوان پوشش سے ڈھاک کر ایک غلام کے ذریعہ کچھ شربت بھیجا جب غلام شربت لے کر آیا تو کہا کہ امام نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک تم شربت نہ پی لو میں تمہارے پاس سے نہ جاؤں گا جب میں نے شربت پینا چاہا تو اس سے شک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پینے میں بہت ہی عمدہ اور ٹھنڈا محسوس ہوا۔ میں شربت پی چکا تو غلام نے کہا امام نے فرمایا ہے کہ شربت پی کر میرے پاس آ جانا۔ میں آنحضرت کی فرمائش کے بارے میں سوچنے لگا حالانکہ شربت پینے سے قبل مجھ میں کھڑے ہونے کی ہی طاقت نہ تھی۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ میں فولادی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اب آزاد ہو گیا ہوں۔ امام کے کے دولت سرا پر پہنچ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی (فصوص ص ۱۰۰)۔

..... ادخلنا امام علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا ٹھیک ہو گئے۔ آؤ۔ آؤ۔ میں گھر میں داخل ہوا تو رونے لگا اور سلام کر کے امام کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ امام نے فرمایا تم کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قسربان ہو جاؤں میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں آپ سے بہت دور ہوں کوفہ اور مدینہ میں کافی فاصلہ ہے اور اب میں حاضر بھی ہوا ہوں تو زیادہ نہیں رہ سکتا۔

امام نے فرمایا تم جو ہمارے پاس نہ زیادہ نہیں رہ سکتے تو خدا نے ہمارے دوستوں کو اسی طرح (ہم سے دور) رکھا ہے۔ لیکن کوفہ اور مدینہ کی مسافت کے لئے جو تم نے کہا ہے تو اس میں تم حضرت ابی عبد اللہ امام حسین علیہ السلام

کی تائید کرو۔ وہ ہم سے دور عراق میں قرأت کے پاس دفن ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے درود و سلام ہو۔ تم جو یہ کہتے ہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فاصلہ زیادہ ہے تو مومن اس دنیا اور دنیا پرست لوگوں میں ایک مسافر کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر جب حلالے جاملے تو ہم نے جو یہ کہا کہ ہم سے محبت رکھتے ہو۔ اور مستقل ہمارے پاس رہنا چاہتے ہو تو خداوند تمہارے دل ارادوں سے قضا ہے وہ تمہیں اس کی مصلحت اور در سے مصلحت

## ۵۰۔ شیعہ کون ہے

جب مامون نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو اپنا ولی اللہ مقرر کیا تو کچھ لوگوں نے آکر امام سے ملاقات کرنا چاہی۔ اور کہلایا کہ ہم شیعہ ہیں علی کا ایک گروہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ امام نے جواب میں فرمایا۔ اے کبد دراپس جاؤ میں مجھے فرصت نہیں ہے۔ وہ لوگ دوسرے روز پھر آئے اور اسی طرح کہلایا۔ امام نے پھر فرمایا کہ انہیں واپس کر دو۔ دو مہینے تک یہی سلسلہ رہا۔ یہاں تک کہ لوگ امام کی ملاقات سے مایوس ہو گئے اور آخر میں ایک روز انہوں نے دربان سے کہا کہ ہمارے آقا علی بن موسیٰ الرضا سے عرض کرو کہ ہم آپ کے بعد علی کے شیعہ ہیں۔ آپ نے جو ہمیں ملاقات کی اجازت نہیں دی تو دشمن ہیں طعنہ دے رہے ہیں۔ اب اگر ہم اس طرح واپس جائیں تو اپنے وطن نہ جائیں گے کیوں کہ اب طعنہ سننے کی تاب نہ رہی۔ امام نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی ان لوگوں نے سلام کیا۔ مگر امام نے جواب سلام میں نہیں دیا۔

اور نہ ہی ان سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ سب لوگ اسی طرح سے کھڑے رہے۔ اور کہنے لگے یا بن رسول اللہ! آ کر یا وجہ ہے کہ آپؐ نے ہمیں اندر آنے کے اجازت کیوں نہیں دی تھی۔ اور اب اگر (اجازت دی بھی تو سلام کا جواب نہیں دیتے) اس ذلت کے بعد ہمارے لئے کچھ اور باقی ہے؟ امامؑ نے فرمایا (ما اصابکم)..... یعنی کشتیوں اگر تم کسی معیبت میں مبتلا ہوتے ہو تو وہ تمہارے افعال کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ تمہاری بہت سی باتیں متنا کر دی جاتی ہیں۔ ہم نے اس عمل (گھر میں داخل ہونے سے روکنے) میں خدا، رسول، علیؑ اور اپنے آپؑ کے طاہرین کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے بھی اتنی ہی عتاب قرار دیا ہے چنانچہ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ عذاب ہم لوگوں پر کیوں نازل ہوا؟ امامؑ نے فرمایا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعیان علیؑ ہیں۔ تم یہ دوائے ہو۔ ان کے شیعوں تو امام حسنؑ، امام حسینؑ، ابوذر سلمان، مقداد، عمار اور محمد بن ابی بکر ہیں۔ وہ ایسے تھے جنہوں نے کسی چھوٹے سے چھوٹے کام میں علیؑ کی مخالفت نہیں کی۔ اور جس کام سے امیر المؤمنینؑ نے منع کیا اسے کبھی انجام نہ دیا۔ لیکن تم کہتے ہو کہ ہم شیعیان علیؑ ہیں اور بہت سے واجباً میں کوتاہی کرتے ہو۔ ہر آدمی کے حقوق کو سبک سمجھتے ہو۔ جہاں تقیہ نہ کرنا چاہیئے وہاں تقیہ کرتے ہو۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم امیر المؤمنینؑ اور ان کے دوستوں کے دوست اور ان کے دشمنوں کے دشمن ہیں تو میں اس بات کو رد نہ کروں گا لیکن تم نے تو بہت بڑی بات کا دعویٰ کر دیا۔ اگر تم نے اپنے قول کو اپنے عمل سے ثابت نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ مگر یہ کہ خدا تمہیں نجات دے دے ان لوگوں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ! ہم اپنے قول پر توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اور جو بات آپؐ نے تعلیم فرمائی ہے اب وہ ہی کہیں گے۔ ہم آپؑ سے

محبت رکھتے ہیں آپؑ کے دوستوں کے دوست اور آپؑ کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اس وقت امام علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا (مصدقاً)..... اہل ودی! (رجا سے میرے بھائیو! اور میرے دوستو! قریب آؤ۔ آپ اپنے قریب بلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اپنے پہلو میں بلا کر بٹھالیا پھر دربان سے پوچھا کہ یہ لوگ کتنے بار آئے تھے۔ اس نے کہا ساٹھ مرتبہ۔ امامؑ نے فرمایا تم ساٹھ مرتبہ ان کے پاس جاؤ۔ سلام کرو اور میرا سلام بھی انہیں کہو۔ انہوں نے چونکہ توبہ کرنی لہذا ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ اور چونکہ ہم سے محبت رکھتے ہیں، لہذا ان کا احترام ہیں۔ ان کی ضروریات پوری کرو اور انہیں آخرتاً جہنم کے لئے اور بطور تحفہ کافی مقدار میں دولت و ثروت دو۔

## ۵۱۔ ایک اور نمونہ

ایک شخص نے امام حسینؑ سے عرض کیا میں آپؑ کا شیعہ ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ ایسی چیز کا دعویٰ نہ کرو کہ خدا کہے کہ تم چھوٹے ہو اور وہ غلط دعویٰ کرتے ہو۔ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کا دل ہر ملیدگی اور کثافت سے پاک و پاکیزہ ہو۔ تم یہ کہو کہ میں آپؑ کے دوستوں میں سے ہوں۔

ایک دوسرے شخص نے امام زین العابدینؑ سے عرض کیا میں آپؑ کے شیعیان خاص میں سے ہوں۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ تم تو ابراہیم خلیلؑ کے مانند ہو۔ کہ خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے کہ (و ان شیعۃ)..... بقلب سلیم) بے شک ابراہیم ان کے شیعوں میں سے ہیں جو اپنے پروردگار کی بارگاہ

میں پاک و سالم قلب کے ساتھ حاضر ہوئے اگر کتنا اراد دل ابراہیم کی طرح ہے تو ہمارے شیعوں میں سے ہو۔ لیکن اگر ان کے دل کی مانند تمہارا دل ہے اور کثافت و پلیدی سے صاف ہے تو ہمارے دوستوں میں سے ہو اور اگر ایسا بھی نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ تم نے جھوٹ کہا تھا تم اس جھوٹ کے کفارہ میں تو عرض جہنم میں مبتلا ہو گے اور مفلوج ہو جاؤ گے اور آخر غمزدگ متہیں اس بیماری سے نجات نہ ملے گی۔

ایک شخص نے امام محمد باقر کے سامنے ایک آدمی سے فخر کیا کہ تم میرے سامنے فخر کرتے ہو حالانکہ میں شیخاں آل محمد میں سے ہوں۔ یہ سنکر امام نے فرمایا بزرگوار! کعبہ کی قسم! تجھے اس کے مقابل میں کوئی فخر نہیں اور تو نے اس میں اشتباہ بھی کیا ہے۔ تم اپنا مال اپنے اخراجات پر صرف کر سکتے ہو۔ یا اپنے مومن بھائیوں کے اخراجات پر؟ اس نے عرض کیا اپنے اخراجات پر زیادہ صرف کر سکتا ہوں۔ تو امام نے فرمایا تو ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے جو لوگ ہمارے شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے اموال خیر کزنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے حتیٰ کہ خود ہمارے لئے (کچا وہ لوگ جو صرف نام کے شیعہ ہوں) (و لکن.....)

..... النجاة بحب کعبہ) بلکہ تم یہ کہو کہ میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اور ان لوگوں میں سے ہوں جو آپ کی محبت کے ذریعہ اپنی نجات کی امید رکھتے ہیں۔

## ۵۲۔ نعمت واقعی کیا ہے؟

ابراہیم بن عباس کا تب کہتے ہیں ہم حضرت رضا کی خدمت میں حاضرتے

یہ چند روایات بحوالہ انوار مراد اول طبع ۱۴۳۳ھ ۱۴۳۴ھ سے لگی ہیں۔

ایک فقیہ نے کہا اس آیت مبارکہ (التسلیٰ)..... (التعجیب) اس روز تم سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ میں "نعم" کے معنی اب سرد ہیں۔ امام نے بلند آواز میں فرمایا تم آیت کی اس طرح تفسیر کرتے ہو؟ اور ہر شخص الگ الگ طریقے سے حنی بیان کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اب سرد مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں خواب راحت مراد ہے۔ بعض قائل ہیں کہ زیادہ تر کھانے مراد ہیں۔ تحقیقی میرے والد نے اپنے والد امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ جب یہ بات ان کی خدمت میں بیان کی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا۔ اور فرمایا کہ خدا نے جو چیزیں اپنی مخلوق کو بخش دی ہیں ان کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرے گا۔ اور نہ اس پر منت کرے گا۔ یہ کام تو مخلوق کو بھی سب نہیں بتا کہ اگر کسی کو کھانا کھلا دے یا پانی پلا دے تو اسے احسان سمجھے۔ جو چیزیں لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہیں انہیں خداوند بزرگ و بزرگ کی طرف کیسے منسوب کیا سکتا ہے؟ (و لکن التعجیب..... ونبوہ مسئلہ) نعم تو ہم اعلیٰ بیت کی محبت اور دوستی ہے توحید خدا و نبوت کے بعد اس کے بارے میں سوال کرے گا کیوں کہ اگر بندے نے لوازمات ولایت کو پورا کیا تو جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں اسے ملیں گی۔ امام رضا نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے امام صادق سے اور انہوں نے امام محمد باقر سے اور اسی طرح حضرت علی سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا (مخلی..... لا ذوال لہ)

اے علی! مرنے کے بعد انسان سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا وہ توحید خدا، میری نبوت اور تمہاری ولایت کا اقرار ہے جس طرح خدا نے ان کے لئے مقرر فرمایا اور میں نے ان تک پہنچایا، جس نے ان میں چیزوں کا انکار کر لیا اور اس کا اعتقاد بھی ہی نہ ہوا تو وہ ایسی نعمتوں کی طرف چلا جائے گا جو کبھی

ختم نہ ہوں گی۔

## ۵۳۔ انہوں نے کس طرح قیام کیا؟

اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے خباب الارث بھی ہیں۔ کفار نے انہیں کافی اذیت دی تاکہ وہ اسلام سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئے کفار آگ بھلا کر ان کی کمر پر رکھ دیتے۔ جس سے ان کی کمر کا گوشت جل جاتا۔ مگر یہ استقامت سے کام لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اسلام سے کھانا دیا۔ مشرکین کی شکایت کی۔ اس وقت آنحضرتؐ نہانہ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے۔ میں نے جا کر عرض کیا کہ کیا آپ ہمیں اس گرفتاری سے نجات دلا سکتے ہیں۔ اور خداوند عالم سے دعا نہ فرمائیں گے کہ وہ ہمیں نجات دے۔ اس وقت پیغمبر اکرمؐ کا چہرہ چمک رہا تھا۔ آپ اٹھے اور فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں نے تو ہر مصیبت پر صبر کیا ہے۔ انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ ان کے سروں پر آگ سے رکھ دیتے ان کے گوشت دپوسٹ میں لوہے کی کنگھیاں داخل کر دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا مذہب نہیں بدلا۔ خداوند عالم اسلام کو اسی طاقت دے گا کہ صحنہ اسے حاضر موت تک جانے میں سوائے خدا کے لوگ کسی سے نہ ڈریں گے۔ لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔ جب کہ صبر زیادہ بہتر ہے۔

خیاب ایک لوہا رکھے۔ پیغمبرؐ کو تم انہیں بہت چاہتے تھے۔ آپ ایک مرتبہ ان کے پاس گئے لوگوں نے اس بات کی اطلاع خباب کی مالک کو دی تو وہ لوہا بگھلا کر ان کے سر پر رکھتی تھی۔ ایک دن خباب نے اپنی مالک کی شکایت پیغمبرؐ سے کی تو پیغمبرؐ نے اس کے لئے بددعا کی۔ اتفاق سے اس عورت کے سر میں شدید درد ہوا۔ یہاں تک کہ شدت درد کی بنا پر کتے کی طرح چلائے اور

لے گیا۔ یہاں تک کہ شدت درد کی بنا پر کتے کی طرح چلائے اور

بھونکنے لگی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر تو اپنی صحت چاہتی ہے تو گرم لوہا اپنے سر پر رکھ خباب بگھلا ہوا لوہا علاقہ کی غرض سے اس کے سر پر رکھتے تھے۔ تاکہ مرض سے نجات ملے۔

ایک دن عمر بن خطابؓ نے خباب سے پوچھا کہ مشرکین تمہیں کس طرح شکنجہ دیتے تھے۔ خباب نے اپنی پیٹھ سے پیرا بن اور پراٹھا دیا۔ اور کہا یہ دیکھو! مرنے جب خباب کی پیٹھ دیکھی تو بڑا تعجب کیا اور کہا خدا کی قسم! میں نے اب تک کسی کی کمر لسی نہیں دیکھی۔ خباب نے کہا مشرکین میری پشت پر آگ بھلاتے تھے۔ اور جب تک میری کمر کا گوشت جدا نہ ہو جاتا اس وقت تک کفار آگ بجھتے نہ دیتے تھے۔

خیاب الارث کا لڑکا عبداللہ، حضرت امیر المومنینؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک روز خوارج نہروان نہر کے کنارے ایک نجات خان سے گزر رہے تھے تو انہوں نے عبداللہ بن خباب الارث کو دیکھا کہ گلے میں تسمان شکر کاٹے ہوئے گدھے پر سوار ہیں۔ عبداللہ کے ساتھ اس کی حاملہ بیوی بھی ہے۔ خوارج نے ان سے پوچھا کہ عثمان کے دور حکومت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ عبداللہ نے جواب دیا (ان علی اعلم۔۔۔۔۔) (والفعل بصیرۃ) علی دنیا کو بہت اچھی طرح پہچانتے ہیں اور دین کی حفاظت میں سب سے زیادہ انہوں نے کوشش کی۔ اور انہیں امور میں بصیرت کامل حاصل تھی۔

خوارج نے کہا یہی قبائلی جو تمہارے گلے میں لٹکا ہوا ہے یہیں تمہارے قتل کا حکم دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اس بیچارے کو نہر کے کنارے لاکر شہید کر دیا۔







## ۵۵ مسلمان استقامت رکھتے ہیں

کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مکہ سے ہجرت کرنے والے مسلمان بھی آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو بھی ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایک بڑی انجمن بنائی اور یہ طے کیا کہ پیغمبر کو قتل کر دیا جائے۔ جب یہ خبر ابو طالب کو ملی تو ابو لہب کے علاوہ تمام بنی ہاشم مسلمان اور غیر مسلمان کو اپنے ہمراہ ایک درہ کوہ رجبہ شعب ابی طالب کہا جاتا تھا، میں لے کر چلے گئے ابو طالب نے درہ کے دونوں طرف نگہبان مین کر دیئے اور اکثر رات میں پیغمبر کی جگہ اپنے بیٹے علی کو سلا دیتے تھے۔ حقہ ہمیشہ تناوار لے کر پیغمبر کے پاس ٹہلتے رہتے تھے۔ جب قریش نے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی تو اپنے ارادہ میں ناکام ہو گئے اور دوسری تدبیر سوچنے لگے۔ چالیس آدمیوں نے دراندوہ میں بیٹھ کر جہد و بیان کیا کہ بنی ہاشم سے تعلقات منقطع کر دیں نہ ان کی لڑکیوں کی شادی قریش میں ہونے دیں نہ لڑکوں کی شادی ہونے دیں۔ ان سے خرید و فروخت بند کر دیں۔ اور جب تک بنی ہاشم پیغمبر کو قریش کے حوالہ نہ کر دیں ان سے ہرگز صلح نہ کی جائے۔ تاکہ ہم پیغمبر کو قتل کر سکیں۔ یہ جہد نامہ لکھ کر مہر لگا دی اور ابو جہل کی خالام جلاس کو وسایا۔

بنی ہاشم نوحہ ہو گئے اور کوئی شخص ان سے معاوضہ نہیں کرتا تھا البتہ حج کے زمانے میں چونکہ عرب جنگ کو حرام سمجھتے تھے تو بعض لوگ اس وقت معاویہ کرتے تھے۔ دوسرے شہروں سے بھی لوگ مکہ آتے تھے اور مسلمان بھی شعب سے باہر آ جاتے تھے اور اعراب سے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر شعب میں جمع کر لیتے تھے مسلمانوں کے معاویہ کرنے وقت اگر قریش میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جاتا، تو وہ اس جہش کوفہ

نہ زیادہ قیمت پر خرید لیتا تھا یا فروخت کرنے والے کا سارا مال لوٹ لیا کرتا تھا جب کوئی مسلمان شعب سے باہر آتا اور قریش اسے دیکھ لیتے تو اس کو ہتھیاروں سے سزائیں دیتے کہ وہ مرجا تھا۔ مسلمان اتنے زیادہ پریشان ہو چکے تھے کہ ان کے بچے بھوک کی وجہ سے روتے اور چلاتے تو اہل مکہ تک آوازیں جاتی تھیں۔ بچوں کی لہجہ آوازیں سن کر اکثر مشرکین افسوس کرتے یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے مخالفت شروع کر دی۔ ابو طالب اس خوف کی بناء پر کہ کہیں قریش مدت میں اگر پیغمبر کو قتل نہ کر دیں ان کے ایک طرف اپنا بستر اور دوسری طرف اپنے کسی لڑکے کا بستر بچھا دیتے تھے اور پیغمبر کو درمیان میں لٹاتے تھے۔

رات کو جب قریش بچوں کی آوازیں سننے تو صبح آپس میں کہتے تھے رات کیسی گزری؟ تو جواب دیتے تھے بہت اچھی گزری۔ سوال کرنے والا کہتا تھا گھر میں معلوم ہے تمہارے بھائیوں کے بچے بھوک کی وجہ سے صبح تک جلاتے رہے؟ یہ سن کر بعض قریش خوش ہوتے تھے اور بعض بہت رنجیدہ ہوتے تھے اس چیز نے بعض لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ پوشیدہ طور پر کچھ کھانے پینے کی چیزیں شعب ابی طالب میں پہنچائیں۔

دیگر لوگوں کے علاوہ حکیم بن حزام بن خویلد نے بھی ایک روز اپنی بھوپھی خدیجہ زوجہ پیغمبر کو کچھ کھانا ایک اونٹ پر رکھ کر ایک غلام کے ساتھ بھیجا جاتے ہیں اسے ابو جہل مل گیا۔ ابو جہل نے اونٹ کی مہار پکڑ کر کہا تو نے جہد و بیان کی خلافت وزری کی ہے۔ میں تجھے انجمن کے درمیان لے چلوں گا اور ذلیل و خوار کروں گا۔ ابو جہل کا بھائی ابوالبختری بھی وہاں پہنچ گیا تو اس نے کہا اس غلام کو چھوڑ دے اس کی بھوپھی کی کچھ کھانے پینے کی چیزیں اس کے پاس تھیں وہ انھیں پہنچا ناچا ہوتا ہے۔ ابو جہل نے اپنے بھائی کی بات نہ مانی۔ آخر کار دونوں لڑنے لگے۔

الہو العاصی کو کسی اونٹ کی ہڈی مل گئی، اس نے الہو جبل کے سر پر مار کر زخمی کر دیا۔ الہو جبل کو بہت افسوس ہوا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس شکست کی اطلاع پیغمبر کو ملے۔

دوسرے شخص جس کو شعب ابی طالب میں کھانا پینچانا تھا۔ پیغمبر کا داماد علی ابوالعاص ربیع تھا۔ درہ تک گیسوں اور خرمائوں پر لاد کر لاتا اور درہ میں اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا اسی لئے پیغمبر نے فرمایا کہ الہو العاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔

ان پریشانیوں کے باوجود پیغمبر اور ان کے اصحاب نے تین سال تک شعب ابی طالب میں زندگی بسر کی۔ یہاں تک کہ بعض قریش نے شدت ناراضگی کی بنا پر اپنے عہد کو توڑ دیا اور قریش سے اظہارِ ناراضگی کیا۔ پیغمبر نے کچھ باتیں الہو طالب کو بتائیں، انہیں کے ضمن میں کہا کہ عہد نامہ کو تو ایک نے کھا لیا ہے اور صرف ہمساحہ انتم باقی ہے۔ الہو طالب نے یہ بات قریش سے بتائی تو مطابق واقعہ تھی، آخر کار بنی النہین شرمندہ ہوئے اور ان کی تعداد بھی کم ہو گئی تو سلطان شعب الہو طالب سے باہر آگئے۔

سنہ دو ہجریاں جنابِ محمدؐ پر ایک بہن کی اپنے ساتھ لاقی تھیں اور ان کی تربیت کی۔ ان میں سے ایک کی شادی پیغمبرؐ سے الہو العاص کے ساتھ کی اور اسی مناسبت سے آپؐ نے انہیں اپنا داماد کہا۔

سنہ قاضی السنوار نے جز اول ص ۵۰۰۔ چالیس مطبوعات دہلی۔

## ۵۶۔ الہو جانہ کی استقامت

جب مشرکین نے پیغمبرؐ اور علیؑ کو محاصرہ میں لے لیا تھا اور فراری مسلمانوں کی کوئی خبر نہیں تھی اچانک پیغمبرؐ نے الہو جانہ کو دیکھا اور فرمایا: الہو جانہ! میں نے تم سے اپنی بیعت اٹھائی تم سلامتی کے ساتھ محاصرہ سے باہر نکل جاؤ۔ اور جان دل چاہے چلے جاؤ لیکن علیؑ، تو وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں نے زار و قطار دونوں شہر واکر دیا اور کہا خدا کی قسم! میں ہرگز آپؐ کی بیعت نہیں توڑ سکتا، میں آپؐ کو چھوڑ کر کہاں جاسکتا ہوں۔ اگر میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں تو وہ بھی ایک روز مر جائے گی۔ اگر اپنے گھر جاؤں تو وہ بھی ایک روز ہر باز ہو جائے گا اگر مال کی طرف بڑھوں تو وہ بھی ایک روز فنا ہو جائے گا اور اگر موت کی طرف بڑھوں تو وہ جلد آئے گی۔

پیغمبرؐ اسلام کے سامنے جب الہو جانہ نے رو کر یہ بیان کیا تو آنحضرتؐ بھی گریہ فرمانے لگے اور الہو جانہ کو جنگ کی اجازت دی، ایک طرف علیؑ اور دوسری طرف الہو جانہ کفار و مشرکین سے مقابلہ کرتے رہے جب الہو جانہ دشمنوں سے ٹکرا کر زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے تو علیؑ انہیں اٹھا کر خدمتِ رسولؐ میں لے آئے، الہو جانہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے حق بیعت ادا کر دیا، پیغمبرؐ نے فرمایا: ہاں، پھر ان کے لئے دعائے خیر کی۔ اس کے بعد علیؑ تنہا جنگ کرتے رہے، جب جنگ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ نوسہ زخم علیؑ کے جسم مبارک پر لگے اور دشمن پر حملہ کرنے میں سولہ مرتبہ زمین پر گرے اور چار مرتبہ جبرئیلؑ نے صورتِ انسانی میں آکر زمین سے اٹھایا۔ ناگاہ پیغمبرؐ نے دیکھا کہ شدتِ جنگ کی بنا پر علیؑ کے پیر لڑ رہے ہیں، گریہ فرمانے لگے اور عرض کیا: پروردگار! تو نے مجھے اپنے دین کو قتل دینے

کا وعدہ کیا ہے، اگر تو چاہے تو دشوار نہیں ہے۔

## ۵۷۔ ایک مسلمان خاندان کی استقامت

مرو بن جوح ایک پیر سے معذور تھے ان کے چار فرزند تھے جو نہایت بہادر تھے جنگ احمد میں پیغمبر اسلام کے ہر کام میں حصہ لے کر جنگ کے ارادے سے چلنا چاہتے تھے ان سے کہا گیا کہ تمہارے چار بیٹے جنگ میں شریک ہیں اب مناسب نہیں ہے کہ ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود تم بھی جنگ کے لئے جاؤ تو مرو نے جواب دیا کیا یہ مناسب ہے کہ میرے چار بیٹے جنت میں چلے جائیں اور میں عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھا رہوں؟ یہ کہہ کر جنگ احمد کی طرف چل دیئے۔ گھر سے نکلنے وقت دعا کی۔ پروردگار مجھے اب گھر واپس نہ بھیجنا۔ خدمت رسول میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے تم سے احکام جنگ ساقط کر دیئے ہیں مرو نے عرض کیا مگر میں اب ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود جنت میں جانا چاہتا ہوں، جنگ کے لئے گئے اور جنگ و جدال میں اپنی جہان دے دی۔ مرو کے بعد ان کے بیٹے خدا نے شہادت پائی پھر ان کے برادر نسبی عبداللہ بن مرو بن حزام، سفیان بن عبداللہ بن عمرو بن جوح کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

یہی عبداللہ جناب جابر انصاری کے والد تھے۔ مرو بن جوح کی زوجہ عند جنگ ختم ہونے کے بعد میدان احمد میں آئی اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حزام اور اپنے شوہر مرو بن جوح اور بیٹے خدا کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر مدینہ لے گئیں۔

اسے یہ روایت ہمارا انوار جلد ششم اور سوم حضرت مسیحی، ناسخ التواریخ جلد ۱۲ سے نقل کی گئی ہے۔

عائشہ کچھ عورتوں کے ساتھ پیغمبر کی خبر گیری کے لئے آرہی تھیں، راستے میں عند سے ملاقات ہوئی تو نبی اکرم کے متعلق پوچھا۔ عند نے کہا خدا کا شکر کہ اس کا رسول سلامت ہے۔ اس کے علاوہ برصیت ہمارے لئے آسان ہے۔ عائشہ نے پھر پوچھا کہ اونٹ پر کیا ہے؟ تو عند نے کہا میرے شوہر، بھائی اور بیٹے کے لاشے ہیں عند حبشہ کیستان کے آخر میں پہنچی تو اونٹ بیٹھ گیا عند نے اسے لکڑی اور پتھر سے بھی مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھا لیکن جب عند اسے احد کی طرف ہانکتی تو وہ ہوا کی مانند تیز رفتاری سے قدم آگے بڑھتا، عند نے پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ کی بی ماسوریت ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہارے شوہر مرو نے گھر سے نکلتے وقت کیا کہا تھا عند نے جواب دیا کہ جب وہ گھر سے نکل رہا تھا تو قہد کی طرف رخ کس کے کہا (اللہ لا تزدق ..... فی الشہادۃ) خدا یا اب مجھے گھر واپس نہ کرنا۔ مجھے شہادت عطا فرما۔ تو پیغمبر نے فرمایا کہ اسے انصار اہم میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا سے کسی چیز کی خواہش کریں تو وہ رو نہ کرے گا۔ اور مرو اپنی لوگوں میں سے تھا۔ پھر فرمایا اسے عند! تیرے بھائی عبداللہ کے سر پر فرشتہ اپنے پرروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ عبداللہ کو کہاں دفن کیا جاتا ہے۔ تیرا شوہر، بیٹا اور بھائی جنت میں ایک دوسرے کے دوست ہیں عند نے کہا یا رسول اللہ! خدا سے دعا کریں کہ میں بھی جنت میں ان لوگوں کے ساتھ رہوں۔

احمد میں جہاں عبداللہ اور مرو کی قبر بنائی گئی تھی وہاں سیلاب آجاتا تھا ایک مرتبہ سیلاب آیا تو دونوں کی قبریں بہہ گئیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کا ایک ہاتھ ان کے زخم پر رکھا ہوا ہے۔ جب ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو غورا خون جاری ہو گیا۔ مجبور ہو کر سہرا تھوہیں رکھ دیا گیا۔

جہاں کہتے ہیں کہ میں نے چھالیس سال بعد اپنے والد کا جسم قبر میں دیکھا مگر  
اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سورج ہے میں۔ گیارہ  
مخمس جہان کی پندرہویں پر ڈال دی گئی تھی وہ بھی تازہ تھی۔ میں نے ان کے جسم  
میں خوشبو لگا ناچا ہی تو ان صاحب نے منع کیا بلکہ  
اس موقع پر دواش مارنا خطہ ہوں۔

(۱) مینج کی استقامت اور ثبات قدمی سراوار ہوتی ہے اگر لوگوں کے لئے  
باعث عیش بنے۔

(۲) اس کے سر پر جتنی طرحیں لگائی جاتی ہیں اس میں اتنی ہی زیادہ استقامت  
پیدا ہوتی ہے۔

## ۵۸۔ استاد ابو الحجاج کون تھے؟

ابو الحجاج اقصیٰ ایک عارف و زاہد استاد تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ  
تم نے کس استاد کی شاگردی کی ہے تو ابو الحجاج نے کہا میرا استاد جمل تھا لہٰذا لوگوں  
نے خیال کیا کہ ابو الحجاج کے یہ بات بعنوان مزاح کہی ہے لیکن ابو الحجاج نے کہا کہ  
میں نے مزاح نہیں کیا ہے تو لوگوں نے کہا تم نے جمل سے کیسے درس حاصل کیا۔  
ابو الحجاج نے جواب دیا کہ سرحدی کے زمانے میں ایک شہر میں بیدار تھا تو ایک جمل  
کو دیکھا وہ پائے چرنا پر چڑھنا چاہتا تھا لیکن بار بار گر جاتا۔ میں بیٹھا ہوا شمار

شعہ فاغہ التواضع، جلد اول، چاپ مطبعہ دار الفکر، ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳

شعہ ایک مہارنگ کا پردار کیرا ہوتا ہے، مبالغہ و کس فساد پر بیفتا ہے۔

فارسی میں اسے سرگین سلطان کہتے ہیں۔

کرتار ہاں تو تمام رات میں وہ سانس نہ سوتا، سو فریادیں اٹھاتا اور گرتا رہا مگر اس نے اپنا  
ارادہ نہ بدلا۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا میں نماز صبح پڑھنے کے لئے کمرہ سے  
باہر گیا پھر جب واپس آیا تو دیکھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اور  
چرانے کے قندیل کے پاس بیٹھا تھا۔ پھر اس سے جو مجھے درس لینا چاہیے تھا میں نے  
وہ حاصل کر لیا بلکہ رات میں سمجھ گیا کہ ہر کام کرنے کے لئے کوشش اور استقامت  
ضروری ہے،

اس موقع پر چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ایک چشمہ پھار سے نکلا تو اچانک اس کے راستے میں ایک پتھر آگیا۔  
۲۔ اس نے اس سخت پتھر سے نرم لپٹے میں کہا کہ مہربانی کر کے مجھے تھوڑا سا  
راستہ دے دیں۔

۳۔ چونکہ ذرا اس پتھر کے سر پر منڈلا رہی تھی اس نے چشمہ کو طمانچہ لگا کر کہا  
کہ یہاں سے دور ہو جا۔

۴۔ مجھے خبر نہ تھی کہ دریاؤں کے سیلاب اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکے تو کون ہے کہ  
تیری وجہ سے میں اپنی جگہ چھوڑ دوں۔

۵۔ پتھر کی بات سن کر چشمہ نہ سرد چلا اور مایوس نہ ہوا بلکہ اپنی کوشش پر جاری  
رہی پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹا لیا۔

۶۔ وہ نہایت کوشش و انہشتانی کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اور  
راستہ بنایا۔

۷۔ تم بھی اگر کوشش کرو تو ہر چیز حاصل کر سکتے ہو اگرچہ اس کا حاصل ہونا  
مشکل ہی کیوں نہ ہو۔

شعہ الکمل، ج ۱، صفحہ ۵۰

- ۸۔ جہاں خدا سے امید کے ساتھ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں، کیونکہ مایوسی کا نتیجہ صرف موت ہی ہے۔
- ۹۔ اگر تم اپنے کاموں میں استقلال و انتقامت سے کام لےو تو ہر شکل آسان ہو جائے گی۔

## ۵۹۔ مسلمان کو مستقل مزاج ہونا چاہیے

جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں بہتقت کی ان میں سے عبد اللہ بن حذافہ بھی ہیں وہ حبشہ ہجرت کر گئے رومیوں نے انہیں اور کچھ دیگر مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور مذہب نصرانیت قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کر دیا رومیوں نے ایک دینار روغن زیتون گرم کر کے ایک مسلمان سے کہا کہ تم مذہب نصرانیت قبول کر لو ورنہ اسی تیل میں ڈال دیئے جھاؤ گے مگر اس نے قبول نہ کیا تو جیسوں نے انہیں دینار میں ڈال دیا تھوڑی دیر میں اس کا جسم جل گیا اور صرف ہڈیاں دکھائی دیں۔ پھر عبد اللہ سے بھی دین نصرانیت قبول کرنے کو کہا، انہوں نے انکار کر دیا لوگوں نے کہا انہیں بھی دینار میں ڈال دیا جائے یہ سن کر عبد اللہ نے رونا شروع کر دیا رومیوں میں سے ایک ضعیف نے کہا یہ خوف کی وجہ سے رو رہا ہے لہذا اسے نہ ڈالا جائے۔ عبد اللہ نے جواب دیا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس گرم روغن زیتون سے ڈر رہا ہوں تو ایسا بے گز نہیں، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے پاس ایک ہی جسم دروہ ہے اور تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو۔ کاش! میرے جسم کے بالوں کی برابر میرے جسم دروہ سے بیوسے رقیق میں بار بار زندہ کیا جاتا اور راہ خدا میں اسی طرح اپنی جان دیتا، اس وقت تم لوگ مجھے اذیتیں دیتے اور میں خوش ہو کر راہ خدا میں جان دیتا۔

عبد اللہ کی گفتگو سن کر رومیوں کو تعجب ہوا اور وہ عبد اللہ کو آزاد کرنے کی طرف مائل ہو گئے۔ رومیوں کے سردار نے عبد اللہ سے کہا کہ تم میرا سر جو ملو تو میں آزاد کر دوں گا۔ عبد اللہ نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا تم دین نصرانیت قبول کر لو تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور اپنی سلطنت کا کچھ حصہ بھی تمہیں دوں گا مگر عبد اللہ نے پھر انکار کر دیا تو رومیوں کے سردار نے عبد اللہ سے کہا کہ تم میرا سر جو ملو تو میں تمہارے ساتھ اتنی مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دوں گا۔ عبد اللہ نے کہا کہ اگر تم اتنی مسلمانوں کو آزاد کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو میں تمہارا سر چومنے کے لئے تیار ہوں یہ کہہ کر رومیوں کے سردار کا سر جو مل لیا تو اس نے عبد اللہ کے ساتھ اتنی مسلمانوں کو آزاد کر دیا جب تمہارے رہا ہو کر مسلمان دیئے بیچو اور عربین خطاب سے ملے تو عمر نے عبد اللہ کا سر جو مل لیا اصحاب پیغمبر بھی بطور مزاح عبد اللہ سے کہتے تھے کہ تم نے کافر کا سر جو مل لیا ہے تو وہ جواب میں کہتے کہ خدا نے اسی کے سبب اتنی مسلمانوں کو آزاد کر دیا ہے۔

## ۶۰۔ اس میں اتنی طاقت نہ تھی

شیخ نجباء علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشکول جلد اول ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں کوہ لبنان پر ایک عابد رہتا تھا وہ دن میں روزے رکھتا اور شب و روز عبادت کیا کرتا تھا، شام کے وقت ایک روٹی ملے ملتی وہ آدھی روٹی انظار میں کھالتا اور آدھی روٹی سحر کے لئے رکھ دیتا تھا ایک مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا اور عابد پہاڑ پر ہی زندگی بسر کرتا رہا۔



اتفاقاً ایک رات اس کے لئے روئی نائی تو بھوکا رہا اور بھوکے کی وجہ سے اسے نیند بھی نہ آئی۔ نماز کے بعد مسلسل انتظار کرتا رہا کہ معمول کے مطابق اس کے لئے روئی آئے مگر اسے کوئی دوسری چیز بھی نہ مل سکی۔ تاکہ وہ اسے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتا پہاڑ کے نزدیک ایک توہید آباد مقام وہاں کے لوگ نصرانی تھے عابد جمیع جوتے ہی پہاڑ سے اتر کر وہاں پہنچا اور ایک نصرانی سے کھانا طلب کیا اس نے عابد کو جو کی دو روٹیاں دے دیں۔ نصرانی کے گھر کے دروازے پر ایک بھوکا کتا بیٹھا تھا وہ عابد کے پیچھے چل دیا اور بھوکنا شروع کر دیا کچھ دور چل کر کہتے نے عابد کا دامن پکڑ لیا عابد نے ایک روٹی کتے کے آگے ڈال دی اور خیاں کیا کہ وہ اسے کھا کر واپس چلا جائے گا کتے نے وہ روٹی کھالی اور دوبارہ عابد کا دامن پکڑ لیا تو عابد نے دوسری روٹی بھی کتے کو کھلا دی مگر وہ پھر بھی واپس نہ گیا اور تیسری مرتبہ عابد کا دامن پکڑ کر پھاڑ دیا عابد نے کہا سبحان اللہ! میں نے اتنا بڑے شرم کتنا نہیں دیکھا۔ تیسرے مالک نے مجھے دو روٹیاں دی تھیں جو میں نے تجھے کھلا دیں اب تو کیا چاہتا ہے۔ خدا نے کتے کو موت گویائی دی اور وہ بولا میں بے حیا نہیں ہوں میں اس شخص کے گھر پر ایک مدت سے رہتا ہوں اس کی کبریائی کی مخالفت کرتا ہوں جو کچھ وہ مجھے دیتا ہے میں اسی پر قناعت کر لیتا ہوں کبھی ایسا نہیں ہوتا ہے کہ اسے اپنے لئے بھی کوئی چیز میسر نہیں ہو پاتی تو وہ مجھے بھی کچھ نہیں دیتا۔ اس کے باوجود جب سے میں اس کے گھر پر آیا ہوں وہ ایسا نہیں گیا اور اس کے ملاوہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگی میری حادث ہے کہ اگر کوئی چیز ملتی ہے تو شکر کرتا ہوں اور اگر کچھ نہیں ملتا تو صبر کر لیتا ہوں لیکن تجھے اگر ایک شب روٹی نہ مل سکی تو برداشت نہ کر سکا اور مذاق عالم کا درجہ چھوڑ کر ایک نصرانی کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔ تو نے دوست کو چھوڑ دیا دشمن سے مل گیا

اب بتا کر بے حیا تو ہے یا نہیں۔ یہ سن کر عابد اتنا متاثر ہوا کہ اس پر غشی طاری ہو گئی بلکہ

## ۶۱۔ سخن چین تو بہ کرتا ہے

حضرت صادق نے فرمایا کہ خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ تمہارے اصحاب میں سے ایک صحابی تم پر سخن چینی کرتا ہے تم اس سے پرہیز کرنا۔ موسیٰ نے عرض کیا پرہیز کیا میں اسے نہیں پہچانتا، تو اسے پہچانوادے خدا نے فرمایا۔ موسیٰ! میں اس کے لئے تم کو کو بہتر نہیں سمجھتا تو کیسے پہچانواؤں، کیا تم چاہتے ہو کہ میں خود اس پر سخن چینی کروں۔ موسیٰ نے عرض کیا پھر میں اسے کیسے پہچانوں؟

وحی ہوئی تم اپنے اصحاب کو دس، دس کے جہاز کر دو پھر ان میں قمرہ اندازی کرو، جن لوگوں میں سے وہ شخص ہو گا جس میں معلوم ہو جائے گا۔ جناب موسیٰ نے یہ کام انجام دیا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ قمرہ درست نہ نکلا ہے اور اس کے رسوا ہونے کا وقت قریب ہے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا موسیٰ! جس شخص کی تمہیں تلاش ہے وہ میں ہوں۔ لیکن خدا کی قسم! اب ایسا کام ہرگز نہ کروں گا۔ جہاز السادات جلد دوم ص ۳۳ پر یہ روایت اس طرح نقل کی گئی ہے کہ کو ایک مال بنی اسرائیل میں قویا پڑا حضرت موسیٰ نے چند مرتبہ نماز استسقاء پڑھی کہ خدا سے ہارش کی دعا کی مگر بارش نہ ہوئی اور موسیٰ کو وحی ہوئی کہ تمہارے اصحاب میں ایک شخص غیبت کرتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے لہذا تمہاری دعا

ملے کشکول۔ شیخ بہارہ ج اول۔ ص ۳۳

ملے بارالانوار۔ طبع اخوندی جلد ۱۲ ص ۳۳

قبول نہیں کروں گا۔ موسیٰ نے عرض کیا وہ کون شخص ہے؟ خدا نے ارشاد فرمایا۔  
موسیٰ! میں غیبت سے لوگوں کو منع کرتا ہوں تو خود کیسے غیبت کروں تم  
اپنے اصحاب سے کہو کہ سب توبہ کریں تاکہ ان کی دعا قبول ہو سکے۔ لوگوں  
نے توبہ کی تو خدا نے پانی برسایا۔

## ۶۲۔ قیامت میں غیبت کی سزا

شیخ بجا علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کشکول جلد اول صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ ایک  
روز ایک جگہ میرا ذکر ہوا تو حاضرین میں سے ایک شخص جو مجھ سے دوستی و  
محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تھا میری غیبت کرنے لگا اور غیر مناسب باتیں میری  
طرف منسوب کرنے لگا۔ اس کے پیش نظر خداوند عالم کا یہ قول نہ تھا راہب...  
افیدہ مینا، یعنی کیا تم لوگ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتے ہو؟ اگر پسند  
نہیں کرتے تو غیبت بھی نہ کرو۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ مجھے تمام واقعوں کی لگائ  
میں چکی ہے تو اس نے بہت طواری خط مجھے لکھا اس میں میری رضایت اور اپنے  
لئے معافی چاہی۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے میرے پاس جو ہدیہ بھیجا  
ہے۔ خدا تمہیں اس کا بدلہ دے کیونکہ تمہارے ہدیہ سے قیامت میں میری نیکیوں کا  
بدلہ ہماری رہے گا۔ رفعت دروہنا..... انت مندہ بری، حضرت رسول اکرم  
سے روایت ہے آپ نے فرمایا روز قیامت ایک شخص کو مقام حساب میں لایا جائے  
گا تو اس کے نیک اعمال میزان کے ایک طرف اور برے اعمال دوسری طرف  
رکھ دیئے جائیں گے اس کے گناہوں کا بدلہ وزنی ہوگا اس وقت ایک دروہ کا ند  
اس کی نیکیوں کی طرف رکھ دیا جائے گا فوراً اس کے اچھے اعمال برے اعمال  
سے زیادہ ہو جائیں گے تو وہ عرض کرے گا پروردگار! میرے تمام نیک اعمال

تو میزان میں موجود تھے یہ دروہ کیسا؟ میں نے تو ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا  
ہے۔ جواب آئے گا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو لوگوں نے تمہاری غیبت کی تھی۔  
یہ حدیث مجھے زبانی شیخ بہاء کو، قہار اشکر یہ ادا کرنے کی طرف متوجہ  
کرتی ہے۔ کیونکہ تم نے مجھے ایک چیز دی ہے حالانکہ اگر تم میرے سامنے ایسا  
کوئی کام یا اس سے بھی بدتر کرتے تو میں نہیں کوئی جواب دیتا بلکہ معاف  
کر دیتا۔ اور اس چند روزہ زندگی میں بھی تیرے ساتھ وفا کرتا۔ اس کے بعد  
انہوں نے اپنے یہ اشعار رکھے۔

ترجمہ :- ۱۔ ہماری تو عادت کسی کو ستانے کی نہیں ہے لیکن اگر ہمیں کوئی ستائے  
جب بھی ہم کسی سے نہیں کہتے ہیں۔

۲۔ اور اگر ہماری بنیاد صبر سے دھواں لکھنے لگے تو ہماری فریاد سے آگ نہ  
برسے گی۔

۳۔ روزِ بزمِ سعید یہ خاطر ایک ہی سجدہ میں خاتم کی بنیادیں منہدم کر سکتے ہیں۔

۴۔ اگر بادِ سحر کو ہم اہواز دے دیں تو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو  
زیرِ وزر کر دیں۔ (شیخ بہاء علیہ الرحمۃ)

## ۶۳۔ ہم اپنے بھائیوں کا گوشت نہ کھائیں

پیغمبر اکرم نے ایک روز حکم دیا کہ سب مسلمان روزہ رکھیں اور جب تک  
اہوازت نہیں دی جائے افطار نہ کریں۔ شام کو ایک شخص نے آکر عرض کیا  
یا رسول اللہ! ہم اب تک روزہ سے تھے کیا اب افطار کر سکتے ہیں؟ جو پوچھتا  
آنحضرت افطار کی اہوازت دے دیتے تھے۔

ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میرے خاندان کی دو لڑکیوں نے روزہ

رکھا ہے لیکن انہیں آپ کے پاس آتے ہوئے شرم محسوس ہوتا ہے آپ انہیں  
افطار کی اجازت دیتے ہیں؟ یہ سن کر رسول اسلام نے اس کی طرف سے رخ موڑ  
لیا اس نے دوسری مرتبہ عرض کیا مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہیں کی جب اس شخص  
نے تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے اجازت مانگ رہے ہو؟ وہ روزہ  
سے ہی نہیں تھیں جو صبح سے برابر لوگوں کا گوشت کھا رہا ہو وہ کیسے روزہ سے رہ  
سکتا ہے؟ ہاں ان سے کہہ دو کہ اگر روزہ سے تھیں تو فارغ ہوں۔

اس شخص نے واپس آکر پیغمبر اسلام کا حکم پہنچا دیا لڑکیوں نے جب تمہاری  
تو دونوں کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے اس شخص نے واپس آکر پیغمبر اسلام  
سے واقعہ بیان کیا حضور نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری  
جان ہے اگر وہ ٹکڑے ان کے شکم میں رہ جاتے تو آتش جہنم انہیں گھیر لیتی۔

## ۶۲۔ اس نے غیبت کرنے والے کو سزا دی

حضرت صادق نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام  
سے عرض کیا کہ فلاں شخص کچھ ناجائز باتیں آپ کی طرف منسوب کرتا ہے کہہ دیجئے  
کہ آپ دین میں برکت قائم کرنے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں امام نے  
فرمایا تم نے اس کی کنشیں کا حق ادا نہ کیا کیونکہ اس کی باتیں مجھ سے بیان کر دین  
اور میرا بھی حق ادا نہ کیا کیونکہ میں بھی باتیں اپنے ایک بھائی کے متعلق نہیں جانتا تھا  
وہ تم نے مجھ سے بیان کر دیں۔ یہ دونوں ایک روز مرجانیں گے اور محمد بن ایک  
دوسرے سے ملاقات کریں گے تو خدا سوال کرے گا کہ تم نے کیوں غیبت کی؟ تم

غیبت سے بچتے رہو۔ غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے۔ رضنا تمہیں اس بات کی  
طرف بھی متوجہ رہنا چاہیے کہ جو لوگوں کے عیوب زیادہ بیان کرتا ہے وہ اپنے  
عیوب لوگوں میں بہت زیادہ تلاش کرتا ہے۔

علقہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کس شخص  
کی گواہی قبول ہو سکتی ہے اور کس کی قبول نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو فطرت اسلام  
رکھتا ہو اس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے۔ تو میں نے پوچھا کہ جو لوگ گناہوں سے  
نزدیک ہوں ان کی گواہی قبول ہو سکتی ہے؟  
امام نے فرمایا۔

علقہ اگر ان لوگوں کی شہادت قبول نہ ہو تو انبیاء و اوصیاء کے علاوہ  
کسی کی شہادت قبول نہ ہو فی چاہیے کیونکہ وہ فقط معصوم ہیں جس شخص کو تم  
اپنی آنکھوں سے گناہ کرتے ہوئے دیکھو یا اس کے گناہ کی دو عادل گواہی دے  
دیں وہ صاحب عدالت ہے اور اس کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ اس کے رموز و  
اسرار کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اگرچہ وہ خدا کا معصیت کار ہو۔ جو شخص ایسے  
شخص کی غیبت کرے تو جو چیز اس میں پانی جاتا ہے اس کے سبب رخص ہو۔  
..... انشیٹانک، وہ خدا کی دوستی سے خاسا ہو جاتا ہے اور شیطان کی دوستی  
میں داخل ہو جاتا ہے۔

میرے والد ماجد نے اپنے آباء اجداد سے اور انھوں نے پیغمبر اسلام سے  
نقل فرمایا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کی غیبت کرتا ہے  
تو خدا راقطعت..... القصیر، عصمت ایمان کو جو کہ مومنین کے  
حقوق کی محافظ ہے ان دونوں کے درمیان سے ختم کر دیتا ہے اور غیبت کرنے

## ۶۵۔ خدا کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہ کرو

حضرت صادقؑ آل محمدؑ نے فرمایا کہ جب جناب یوسفؑ کو قید کر دیا گیا تو خدا نے ان پر تعبیر خواب بدریہ الہام فرمادی تھی۔ جناب یوسفؑ لوگوں کو خواب کی تعبیر بتاتے تھے جس روز جناب یوسفؑ گرفتار ہوئے تھے اسی روز دو جوان بھی گرفتار کئے گئے تھے دوسرے روز صبح کو انہوں نے یوسفؑ کے پاس آکر عرض کیا ہم نے رات خواب دیکھا ہے ہمیں تعبیر بتائیے۔ جناب یوسفؑ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟

ایک نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ تھوڑی روٹی میں اپنے سر پر رکھ کر لے جا رہا ہوں اور اسے پرندے کھا رہے ہیں۔ دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ انگوٹھ چڑ رہا ہوں۔ جناب یوسفؑ نے ان دونوں کے جواب میں فرمایا میں ایسی تعبیر بیان کروں گا کہ کھانا کھانے سے پہلے اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی تم میں سے ایک تو بادشاہ کا ساقی بنے گا اور اسے شراب پلانے کا لیکن دوسرا تیرا وار پر لٹکا دیا جائے گا۔ پرندے اس کے سر پر بیٹھ کر اس کا مغز کھانے لگے جس سے جناب یوسفؑ نے کہا تھا کہ تجھے وار پر لٹکایا جائے گا اس نے کہا میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ آپ سے یوں جھوٹ کہہ دیا تھا۔ جناب یوسفؑ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ پوچھ لیا وہ گنہگار اب جھوٹ اور سچ اس میں فائدہ نہیں رکھتا۔ میں نے جو کچھ بیان کر دیا وہی ہوگا رشم قال۔

پھر جس شخص کے آزاد ہونے کی امید تھی جناب یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ سے میرا بھی تذکرہ کرنا لیکن وہ دوسرا شیطانی کے سبب بھول گیا اور یوسفؑ کا تذکرہ بادشاہ سے نہ کیا۔ رات سال مزید قید میں رہے کیونکہ اس وقت وہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور دوسرے پر اعتماد کیا۔ خدا نے یوسفؑ کو وحی کی کہ تمہیں وہ خواب کس نے دکھایا تھا؟ اور کس نے تمہاری محبت یعقوب کے دل میں جاگزیں کر دی تھی۔ جناب یوسفؑ نے عرض کیا پروردگار! وہ تیری ہی ذات ہے۔ خدا نے بھروسہ فرمایا کہ اس قافلہ کو کنوئیں کے پاس کس نے بھیجا؟ اور تمہیں وہ دعا کس نے بتائی جس کے سبب تم کنوئیں سے باہر نکلے؟ یوسفؑ نے جواب دیا خدا یا تیری ذات ہے۔ خدا نے پوچھا یوسفؑ! جب لوگوں نے تمہیں زلیخا کے بارے میں تہمت لگائی تو کس نے بچے کو زبان عطا کر کے تمہیں نجات دلائی؟ یوسفؑ نے کہا معبود تو نے ہی یہ کام بھی انجام دیا۔ خدا نے پھر پوچھا کہ تمہیں وزیر مصر کی بیوی اور دوسری تمام عورتوں کے کمر و میدے کس نے بچایا؟ یوسفؑ نے کہا تو نے رقال تکلیف..... المسجن، خدا نے فرمایا کہ اس وقت تم نے دوسروں سے کیوں پناہ مانگی۔ مجھ سے کیوں درخواست نہ کی تاکہ میں تمہیں زندان سے رہا کر دیتا۔ تم نے میرے ایک بندے سے خواہش کی کہ وہ ایک ایسے شخص سے جو میرے اختیار میں ہے تمہارے سفارش کرے۔ تم نے چونکہ ایک بندے کو دوسرے بندے کے پاس بھیجا ہے لہذا اب مزید سات سال تک قید میں رہو۔

جناب یوسفؑ نے اپنے بھائی بنیامین کو قید کر دیا تو جناب یعقوبؑ نے خدا کھا اور خواہش کی کہ وہ بنیامین کو آزاد کر دیں اس خط میں فراق یوسفؑ میں



ریخ و غم میں مبتلا ہونے کی شکایت لکھی جب پسران یعقوب وہ خط لے کر مصر کی طرف چلے گئے تو خبر نہیں آئی کہ یعقوب سے فرمایا کہ تمہارا پروردگار کہتا ہے جن مصیبتوں کی شکایت تم نے عزیز مصر کو لکھی ہے تمہیں کس نے ان مصائب میں مبتلا کیا؟ یعقوب نے کہا کہ خدا یا تو نے ہی تنہا مجھے اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ خدا نے فرمایا کیا میرے علاوہ بھی کوئی تمہاری پریشانیوں دور کر سکتا ہے یعقوب نے کہا نہیں۔ تو خدا نے کہا پھر تم نے اپنی مصیبتوں کی شکایت دوسرے سے کیوں کی۔ تمہیں ایک بندے سے شکایت کرتے ہوئے شرم نہ محسوس ہوئی۔ یعقوب نے کہا خدا یا میں استغفار کرتا ہوں۔ وہی ہوئی کہ جو مصیبتیں تمہیں اٹھانا تھیں وہ اٹھا چکے لیکن اگر ابتداء میں ہی تم میری طرف متوجہ رہتے اور استغفار کرتے تو حالانکہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے لئے معین کر دیا تھا۔ تو معاف کر دیتا لیکن شیطان نے تمہیں میری یاد سے غافل رکھا۔ یعقوب نے کہا میں یوسف اور اس کے بھائی کو تم سے ملا دوں گا تمہاری دولت اور طاقت جسمانی جو کم ہو گئی ہے پھر واپس دے دوں گا۔ تمہیں موت بشارت بھی عطا کروں گا یہ سب کچھ انصاف ایک تائبہ نفسی سے

## ۶۶۔ ہمیں مصیبت کے وقت کس پناہ مانگنا چاہیے

محمد بن محمد ان کہتے ہیں میں ایک مرتبہ بہت زیادہ تنگ دستی میں مبتلا ہو گیا ایسے وقت میں دوست ہی گریز کرنے گئے ہیں کافی رقم کا مفروضہ بھی تھا اور لوگ برابر اپنا پیسہ مانگتے تھے مدینے کا حاکم اس وقت حسن بن زید تھا

ایک روز میں اس سے مالی امداد حاصل کرنے کی عرض سے گھر سے نکلا۔ راستے میں میری ملاقات محمد بن عبد اللہ بن علی بن الحسین سے ہو گئی۔ انہیں میری تنگ دستی کی اطلاع مل چکی تھی انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا میں جاننا ہوں کہ تم کس مقصد سے گھر سے نکلے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ کس کے پاس اپنی مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا حسن بن زید، حاکم مدینہ کے پاس جا رہا ہوں محمد بن عبد اللہ نے کہا اگر تم وہاں جا رہے ہو تو تمہاری حاجت پوری نہیں ہوگی تم اس ذات سے اپنی حاجت طلب کرو جو کریم ترین ہے اور اس امر پر اسے قدرت بھی حاصل ہے جو کچھ تمہیں مانگنا ہے اسی سے مانگو۔ میں نے لپٹنے چچا زاد بھائی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ آخرت کے فرمایا کہ خدا نے ایک نبی پر وحی کی کہ رو عزت و جلال..... لم یراقبہ، میری عزت و جلال کی قسم! جو میرے علاوہ کسی اور سے امید لگائے گا اسے ناامید رکھوں گا اور اسے دولت اور خوارگی کا لباس جہنم میں پہنائوں گا اپنی عطا و بخشش سے دور رکھوں گا میرا بندہ مصیبت میں دوسروں سے امید رکھے حالانکہ مصیبتیں میرے ہاتھ میں ہیں؟ یا دوسروں سے دل بستگی کرے؟ حالانکہ میں بے نیاز اور کریم ہوں۔ تمام بند دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں لیکن جو مجھے پکارتا ہے اس کے لئے میرا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ کیا لوگ نہیں جانتے کہ اگر ان پر کوئی مصیبت آجائے تو میرے علاوہ اسے کوئی دور نہیں کر سکتا آخر کیوں میرے علاوہ کسی دوسرے سے امید رکھتا ہے حالانکہ میں نے اپنی عطا و بخشش سے اسے مانگنے سے پہلے ہی عطا کیا اب وہ مجھ سے روگراں ہو گیا اور التماس نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگوں سے درخواست کرتا ہے میں اس کا پروردگار ہوں



اسے مانگے سے پہلے ہی دے دیتا ہوں تو کیا اگر وہ سوال کرے تو کیا میں نہ دوں گا؟ اس نے اُستہماہ کیا ہے کیا دنیا و آخرت کی سفاوتیں میرے ہی ہاتھ میں ہیں؟ اگر مہاتوں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے تمام لوگ اگر مجھ سے کچھ مانگیں اور میں ان کی تمام حاجتیں پوری کروں تو پھر گیس کی برابر میری حکومت و اقتدار میں کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اس ملک میں کیسے کی واقع ہو سکتی ہے جس کا میں مالک ہوں۔ وہ شخص بد بخت ہے جو میری نافرمانی کرے اور پھر مجھ سے مندرت نہ چاہے۔

## ۶۷۔ ہمیں صرف خدا سے مدد مانگنا چاہیے

جب قوم نمرود نے بتوں کو گرائے کے جرم میں جناب ابراہیم کو گرفتار کر لیا تو نمرود نے آپ کی سزا کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ حقوق..... فاعلمین، ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ نمرود کو یہ رائے پسند آئی۔ ابراہیم کو قید کر دیا گیا تاکہ آگ جلائے کے وسائل اور مقدمات فراہم ہو سکیں۔ ایک مدت تک قوم نمرود نے لکڑیاں جمع کیں۔ ابراہیم کو نذر آتش کرنا ان کی نظر میں اتنا زیادہ اہم تھا کہ اگر کوئی مریض ہو جاتا تو قیامت مکر تھا کہ اس کے مال سے فلاں مقدار میں ابراہیم کو جلائے کے لئے ایندھن خرید دیں یا عورتیں اون بنائیں تو اس کا پیسہ آگ جلائے کے منتظم کو دے دیں۔ انہوں نے اتنی زیادہ آگ جلائی کہ پرندہ بھی اس کے اوپر سے نہیں گزر سکتا تھا۔

نمرود کے حکم سے، لوگوں نے ایک بلند عمارت بنائی تاکہ نمرود اس پر بیٹھ کر ابراہیم کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھ سکے۔ جب کوئلہ قریب نہر کوٹھا

کے کنارے آگ جلائی گئی اور اس کے شعلے بلند ہوئے تو حرارت اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ خود وہ لوگ ابراہیم کو آگ میں ڈالنے سے عاجز ہو گئے۔

شیطان نے انہیں بتایا کہ ایک منجیق بنائیں اور اس کے ذریعے ابراہیم کو آگ میں ڈال دیں۔ لوگوں نے ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا۔ نمرود اپنی جگہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔ پوری کائنات میں ہلچل مچ گئی۔ دنیا کی ہر شے زبان حال سے خدا کی بارگاہ میں شکوہ کر رہی تھی زمین نے کہا خدا یا ابراہیم کے سوا مجھ پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تجھے پسند ہے کہ انہیں آگ میں جلا دیا جائے؟ ملائکہ نے عرض کیا پروردگار! تیرے خلیل کو لوگ آگ میں ڈال رہے ہیں؟ خدا نے جواب دیا کہ اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں حاجت روائی کروں گا۔ جبریل نے عرض کیا خدا یا! ابراہیم کے علاوہ روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہیں ہے۔ لوگ اسے آگ میں ڈال رہے ہیں۔ جواب ملا خاموش ہو جا۔ جو ہندہ تیری طرح خدا سے میں بلاناخیر جس وقت چاہوں اسے نجات دوں۔ مجھے پکارو تو میں اس کا جواب دوں گا۔

اس وقت جبریل نے آکر ابراہیم سے کہا ابراہیم! تمہاری کوئی حاجت ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا راجا..... الوکیل، مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں۔ خدا ہی میرے لئے کافی ہے اور وہ ہی میرا مددگار ہے۔

میکائیل نے آکر عرض کیا ابراہیم میرے اختیار میں پانی ہے اس کے ذریعے آگ بجھا دوں؟ ابراہیم نے کہا نہیں۔ ہوا پر معون فرشتے نے آکر کہا ابراہیم اگر کہو تو اہی ایک طوفان اُٹھائے اور یہ قلم آگ پر لکھ دے۔ ابراہیم نے کہا انہیں پھر جبریل نے عرض کیا ابراہیم! خدا سے التماس کرو کہ وہ تمہیں نجات دے۔ رفعتال..... جلال، ابراہیم نے کہا میرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ مجھے

اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم نے دست نیاز بلند کر کے کہا یا اللہ...  
برجندہ! تو خدا نے آگ سے فرمایا (کوئی بردا) اسے آگ! ٹھنڈی ہو جا۔  
آگ اتنی ٹھنڈی ہو گئی کہ سردی کی وجہ سے ابراہیم کے دانت بیٹنے لگے۔ خدا نے  
پھر فرمایا (سلاطین ابراہیم، ابراہیم کے لئے باعث سلامتی بن جا۔) تو آگ سہل  
حالت میں سرد ہو گئی۔ جبریل آگ میں آکر ابراہیم سے گفتگو کرنے لگے۔ سرود  
نے دیکھا ابراہیم بیٹھے ہوئے اطمینان کے ساتھ ایک آدمی سے گفتگو کر رہے ہیں  
رفضا ابراہیم..... ابراہیم! سنہ

یہ دیکھ کر سرود نے کہا اگر کوئی کسی کو اپنا معبود بنانا چاہے تو وہ ابراہیم  
کے خدا کو اپنا پروردگار بنالے۔

## ۶۸۔ حضرت موسیٰ نے پتھر میں کیا دیکھا؟

ایک روز ملک الموت جناب موسیٰ کے پاس آئے۔ ملک الموت کو  
دیکھتے ہی جناب موسیٰ نے پوچھا تم کیوں آئے ہو۔ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے  
ہو یا میری روح قبض کرنے کے لئے آئے ہو؟ ملک الموت نے جواب دیا  
آپ کی روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔ جناب موسیٰ نے اپنی والدہ اور  
بچوں سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ ملک الموت نے کہا مجھے اتنی  
مہلت کی اجازت نہیں دی گئی ہے جناب موسیٰ نے ایک سجدہ کرنے کی مہلت

لے اس داستان میں چند روایات سے استفادہ کیا گیا۔ جبار ج ۱۵، ص ۲۴۳

۱۔ باب نرو آمدن ملائکہ برای نجات ابراہیم، سفینہ ج ۲، ص ۶۹۔

ماگنی ملک الموت نے اجازت دے دی تو جناب موسیٰ نے سجدہ میں نما کر  
عرض کیا پروردگار! ملک الموت کو حکم دے کہ وہ مجھے میری والدہ اور بچوں  
سے ملنے کی اجازت دے دے۔ خدا نے عزرائیل کو حکم دیا کہ موسیٰ کی روح قبض  
کرنے میں تاخیر کرے تاکہ وہ اپنے بچوں اور والدہ سے ملاقات کر سکے۔ جناب  
موسیٰ نے اپنی والدہ کے پاس آکر عرض کیا کہ مادر گرامی! مجھے بخشش دیں۔ مجھے  
ایک سرود بخش ہے۔ مادر موسیٰ نے پوچھا کہاں کا سفر ہے؟ کہا سفر آخرت۔  
مادر موسیٰ نے رونا شروع کر دیا جناب موسیٰ اپنی والدہ سے رخصت ہو کر اپنے بچوں  
بچوں کے پاس آئے اور ان سب سے بھی رخصت ہوئے۔ جناب موسیٰ اپنے چھوٹے  
بچے سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اس نے جناب موسیٰ کا دامن پکڑ کر زار و قطار رونا  
شروع کر دیا تو حضرت موسیٰ نے بھی برداشت نہ ہو سکا چنانچہ وہ بھی گریہ کرنے  
لگے خدا نے پوچھا موسیٰ! تم ہمارے پاس آئے وقت اتنا زیادہ کیوں رو رہے ہو؟  
موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! میں اپنے بچے کی وجہ سے رورہا ہوں کیونکہ ان  
سے بہت محبت کرتا ہوں تو خدا نے فرمایا موسیٰ! اپنا عصاب دریا پر مارو۔

جناب موسیٰ نے دریا پر عصا مارا تو شگاف پیدا ہو گیا اور ایک سفید پتھر  
دکھائی دینے لگا جناب موسیٰ نے دیکھا پتھر میں ایک چھوٹا سا کپڑا ہے اور اس کے  
مذہب میں سبز پڑ ہے۔ کپڑا اس پتے کو گھرا ہوا ہے۔ وحی ہوئی موسیٰ! اس دریا کے  
اندر پتھر کے درمیان رہنے والے اس چھوٹے کپڑے کو میں فراموش نہیں کرتا تو کیا  
تمہارے بچوں کو بچوں ملے ہوں مطمئن رہو میں ان کی بہترین حفاظت کرنے والا  
ہوں۔ موسیٰ نے ملک الموت سے کہا تم اپنا کام انجام دو۔ ملک الموت نے جناب موسیٰ  
کی روح قبض کر لی۔

۱۔ شجرہ طوبی، ص ۴۳۔

## ۶۹. علاجِ جی اور توکل بھی

جناب موسیٰ بن عمران بیمار پڑے تو بنی اسرائیل ان کی عبادت کے لئے آئے لوگوں نے ان کے مرض کی تحقیق کے بعد کہا اگر نولاں گھاس سے آپ اپنا علاج کریں تو مرض دور ہو جائے گا (قال لا اتعاولی..... غیر دوا) جناب موسیٰ نے فرمایا میں دوا استعمال نہ کروں گا خدا مجھے بغیر دوا کے نجات دے گا۔ جناب موسیٰ ایک مدت تک مر بیٹھ رہے۔ پھر وحی ہوئی کہ میری عورت و جمالت کی قسم میں اس وقت تک تمہیں شفا نہ دوں گا جب تک کہ تم اس دوا کے ذریعے جو بنی اسرائیل نے بنائی ہے اپنا علاج نہ کرو گے۔

جناب موسیٰ نے لوگوں کو بلا کر وہ دوا انگوائی۔ علاج کے کچھ ہی دن بعد موسیٰ کو شفا مل گئی۔ مگر وہ اپنے قول پر دل ہی دل میں خدا سے ٹور رہے تھے تو خدا نے فرمایا (ارادت..... منافع الاشیاء) موسیٰ کیا تم اپنے توکل کے سبب میری مخلوق کے رموز و اسرار کو ختم کرنا چاہتے ہو؟ میرے علاوہ کس نے یہ شے شے فیئدے اس گیارہ میں قرار دیئے ہیں۔

## ۷۰. جو لوگ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں

انصف بن قیس نے کہا کہ ایک روز میں نے اپنے چچا معصوم سے اپنا رد و بیان کیا تو اس نے میری بہت سزائش کی اور کہا بیشا اگر کس مصیبت کے وقت تم نے اپنے حالات کسی شخص کو سنائے تو وہ حمال سے خالی نہیں یا تو وہ شخص تمہارا

دوست ہو گا تو سن کر رنجیدہ ہو گا یا دشمن ہو گا تو سن کر خوش ہو جائے گا۔ اپنی پریشانی مخلوق کے سامنے بیان نہ کرو وہ تو خود ہی اسے ہر طرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتی بلکہ جس نے تمہیں اس پریشانی میں مبتلا کیا ہے اس سے شکایت کرو اور وہی تمہاری پریشانی دور کر سکتا ہے۔ بیشا چالیس سال سے میری ایک آنکھ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میری بیوی بھی نہیں جانتی کہ میری ایک آنکھ خراب ہے۔

## ۷۱. عمل میں خلوص

جب عروین عبدود جو کہ ایک ہزار مردان جنگجو کے برابر سمجھا جاتا تھا جنگِ حزاب میں مبارز طلب کر رہا تھا تو اس سے مقابلے کے لئے مسلمانوں میں کوئی حیرت نہیں کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے خدیجہؓ سے اسلام میں آئے اور جنگ کی اجازت چاہی پھر فرمایا (عروین عبدود) یہ عروین عبدود ہے علیؓ نے عرض کیا (روانا علی بن ابی طالب) میں بھی علی بن ابی طالب ہوں جب علیؓ میدانِ جنگ کی طرف عرو کے مقابلے کے لئے چلے تو حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا (ربز الاسلام کلدہ انی الکفر کلدہ) تمام اسلام تمام کفر کے مقابل ہے اور اسی وجہ سے جنگِ حزاب میں رسولؐ نے فرمایا (تخریجہ علیؓ) (ایم القندقی افضل من مہادقہ الثقلین) جنگِ نندقی میں علیؓ کی ایک حضرت جن و انس کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ تمام مسلمین اور اسلام اسی حضرت کے منون کر رہے ہیں جس کے ذریعے علیؓ نے عروین عبدود پر فتح پائی۔

اس حساس ترین موقع پر علیؑ نے جب عمرو کو زیر کیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوئے تو مسلمان چلانے لگے اور رسول اسلامؐ سے کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ! علیؑ سے کہئے کہ عمرو کو قتل کرنے میں جلدی کریں۔

اور بغیر فرمائے تھے کہ علیؑ کو ان کی مرضی کے مطابق جنگ کرنے دو۔ وہ اپنے کاموں میں دوسروں سے زیادہ والا اور با فہم ہیں جب علیؑ نے عمرو کا سر جدا کر دیا تو پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا، علیؑ! تم نے عمرو کا سر جدا کرنے میں کیوں توقف کیا؟ علیؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جب میں نے اسے زندہ پر گرا دیا تو اس نے میرے ساتھ بے ادبی کی، تو مجھے غصہ آ گیا۔ لہذا میں اس بات سے ڈرا کہ اگر میں اسے اس حال میں قتل کر دوں تو ایسا نہ ہو کہ میرا یہ عمل قسلی خاطر اور قسطنی نفس کے لئے ہو۔ چونکہ اس نے میرے ساتھ بے ادبی کی تھی لہذا میں کھڑا رہا یہاں تک کہ میرا غصہ ختم ہو گیا تو میں نے اطاعت و رضائے الہی کی خاطر اس کا سر جدا کر دیا۔ ۱۱۸

## ۷۲۔ عمل خالص کا اثر

بنی اسرائیل کے بعض لوگ ایک درخت کی کچھ مدت سے عبادت کر رہے تھے۔ اس درخت کے قریب ہی ایک عابد رہتا تھا۔ ایک روز اس نے ایک تیر اٹھایا اور درخت کاٹنے کے لئے گیا۔ راستے میں اسے شیطان ملا اور کہا تم ایسا کام کیوں کرنا چاہتے ہو جس سے تیرا کوئی فائدہ نہ ہو اور ایک بے فائدہ کام کے لئے تم نے عبادت چھوڑ دی ہے۔ شیطان عابد کو مستحق و غلام ہاتھ آ۔ آخر کار فساد کی

نوبت آگئی۔ عابد اور شیطان نے ایک دوسرے کا گریبان کپڑ لیا۔ لیکن عابد نے جلد ہی شیطان پر غلبہ پالیا اور اس کے سینہ پر چڑھ گیا۔

شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک مشورہ دوں گا اگر تمہیں پسند نہ آ یا تو جو تمہارا دل چاہے وہ کرنا۔ عابد نے کہا کیا مشورہ دینا چاہتا ہے؟ شیطان نے کہا جو کہ تو ایک حاجت مند آدمی ہے۔ لہذا میں روزانہ تیرے لئے دو دینار دیا کروں گا تاکہ تیرے اخراجات میں کوئی پریشانی نہ ہو اور دوسرے حاجت مند افراد پر بھی تو اتفاق کر سکے۔ درخت کاٹنے سے اس مشورہ کو قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ اگر تم اس بات پر راضی ہو تو تمہیں روزانہ دو دینار تمہارے بچے کے نیچے سے ملتے رہیں گے۔

عابد نے شیطان کی بات قبول کر لی اور واپس چلا گیا۔ قرار داد کے مطابق وہ روزانہ ایک دو دینار ملے۔ لیکن تیسرے روز وہ تلاش کرتا رہا مگر کچھ نہ ملا۔ عابد نے درخت کاٹنے کے لئے دوبارہ تیراٹھایا راستے میں شیطان سے ملاقات ہو گئی اس مرتبہ پھر دونوں نے نزاع ہو مگر اس دفعہ عابد زمین پر گر پڑا اور شیطان اس کے سینہ پر سوار ہو گیا اور کہا اگر تم اپنا درخت کاٹنے کا ارادہ نہیں بدلتے تو میں ابھی قتل کر دوں گا۔ عابد نے اس سے عفو کی خواہش کی اور پوچھا کیا وجہ ہے پہلے تو مغلوب ہو گئے تھے اور اب مجھ پر غالب ہو گئے۔ شیطان نے کہا جو تکبر پہلے مرتبہ خلوص نیت کے ساتھ خوشنودی خدا کی خاطر آئے تھے لہذا مجھے مغلوب کر دیا تھا پھر تکبر خدا کے خاص بندوں پر ہمارا پس نہیں چلتا۔ لیکن دوسری مرتبہ تم دینار کی وجہ سے آئے ہو اسی وجہ سے مغلوب ہو گئے۔ ۱۱۹

### ۳۔ مخلص کے مطابق بدلہ

ایک شخص کہتا ہے کہ میں کفار کے ساتھ جنگ کے ارادے سے گھر سے نکلا راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہو گئی۔ وہ بیٹھا ہوا تو بروہ تھیا جس میں مسافر گھوڑے کے لئے چارہ رک کر چلتے تھے اور کھاتے وقت گھوڑے کے منہ پر ہاتھ دیتے تھے، بیچ ہاتھ میرے دل میں خیال آیا کہ پھر یہ ہے کہ میں اس قوم کو خرید کر استفادہ کروں اور جب فلاں جگہ پہنچوں گا تو نہ زیادہ قیمت پر فروخت کر دوں گا۔

رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا۔ تجاہرین کے نام لکھو۔ تو اس نے لکھنا شروع کیا تو پہلے فرشتے نے کہا لکھو فلاں شخص تماشہ کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ دوسرے کے لئے کہا لکھو وہ تجاہرت کے لئے آیا ہے تیسرے کے بارے میں کہا لکھو کہ وہ ریاکاری اور خود نمائی کی غرض سے آیا ہے پھر جب میری باری آئی تو کہا لکھو یہ بھی تجارت کے لئے آیا ہے۔ یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا اور کہا خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جس کی تجارت کر سکوں میرے بارے میں تم پھر غور کرو۔ تو فرشتے نے کہا کیا تم سے یہ قومہ فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے نہیں خریدتا؟

میں نے کہا میں تاجر نہیں ہوں۔ میرا مقصد تو جہاد و تقاہ تجارت نہیں۔ یہ کہہ کر میں نے پھر رونا شروع کر دیا۔ تو اس نے دوسرے فرشتے سے کہا کہ اس طرح لکھو کہ یہ شخص جہاد کے لئے آیا تھا لیکن راستے میں ایک قومہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے خرید لیا تھا۔ اب خدا جو چاہے گا اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔

لے نزہۃ الہام ۱ ج ۱۔ ۵۔

### ۴۔ ایک مخلص حاصل و رہنماؤں مخلوط عمل

کتاب ولہ السلام میں خزائن نزاقی سے نقل کیا گیا ہے کہ خاتون آباد کے ایک عالم بزرگوار، جو کہ غالباً علامہ مجلسی کے داماد تھے۔ کہتے ہیں جب علامہ مجلسی کے انتقال کے بعد ایک سال گزر گیا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان سے شکایت کی کہ طے یہ ہوا تھا کہ آپ جلد خواب میں آئیں، اتنی دیر کیوں لگائی؟ علامہ نے جواب دیا کہ کچھ گرفتاریوں اور مشغولیت کی بنا پر تاخیر ہوئی۔ اب مجھے فرصت ملی ہے۔ جب میں نے ان کے حالات معلوم کئے تو کہا کہ جب مجھے بارگاہ پروردگار میں پہنچایا گیا تو میں نے ایک آواز سنی کہ تم کیا لاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی پوری زندگی روایات و اخبار اور تفسیر قرآن کی تصنیف و تالیف میں بسر کر دی۔ جواب ملا درست ہے لیکن تم اول کتاب میں اپنے وقت کے سلاطین کے نام لکھتے تھے اور اس بات پر بہت خوش ہوتے تھے کہ لوگ تمہاری تعریف کریں گے۔ تمہاری محنتوں کا اجر و ثواب لوگوں کی تعریفیں اور سلاطین کی خوشنودی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی زندگی امامت و نماز جمعہ و جماعت میں صرف کر دی۔ جواب ملا ہاں۔ درست ہے۔ لیکن جب ماموین زیادہ ہوتے تو تم خوش ہوتے تھے اگر کم ہو جاتے تو تمہیں افسوس ہوتا تھا یہ کام بھی ہمیں پسند نہیں ہے۔ آخر کار جو کچھ میں نے عرض کیا قبول نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی تمام نیکیاں بیان کر دیں۔ اس وقت آواز آئی کہ ہم نے تمہارا ایک عمل قبول کیا ہے۔ ایک روز تمہارے ہاتھ میں ایک گلابی تھی۔ تمہارے پاس سے ایک عورت گزری اس کے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا۔ جب بچے نے گلابی دیکھی تو ماں سے کہا۔ میں گلابی کھاؤں گا۔ تو تم نے صرف خوشنودی خدا کی خاطر وہ گلابی بچے کو دے دی۔ وہ بچہ خوش ہو گیا۔ علامہ مجلسی



مرحوم نے کہا کہ خدا نے مجھے موت اس عمل کی خاطر بخشش دیا۔ صلہ

## ۵۔ عقلی نماز کی حالت میں

جب نماز کا وقت آتا تو عقلی پر اضطراب کی کیفیت ظاہری ہو جاتی تھی۔ لوگ سوال کرتے کہ آپ اتنے زیادہ کیوں پریشان ہیں؟ تو آپ فرماتے تھے کہ جس امانت کو خدا نے زمین و آسمان کے سپرد کرنا چاہا تھا اور انہوں نے اس کو برداشت کرنے سے انکار کر دیا، اس کا وقت آگیا ہے۔ جنگ صفین میں ایک تیر آپ کی ران مقدس پر لگ گیا تھا، لوگوں نے اسے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر شدت درد اور تکلیف کی وجہ سے نہ نکال سکے۔

لوگوں نے امام حسن علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز کے وقت تک صبر کرو۔ جب میرے بابا نماز پڑھیں تو نکال لیا کیونکہ نماز پڑھتے وقت یہ دنیا و مافیہا سے اتنے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ کسی چیز کی خبر نہیں رہتی امام حسن کے حکم کے مطابق تیر نماز کی حالت میں نکالا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد جب حضرت علیؑ نے خون بہتا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ نماز پڑھتے ہوئے آپ کے پائے اقدس سے ہم لوگوں نے تیر نکال لیا ہے یہ

## ۶۔ نماز کی اہمیت

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد میں

جناہ ام حمیدہ کے پاس ہجرے کے لئے گیا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو رونے شروع کر دیا، یہ دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ تو انہوں نے کہا ابو محمد! اگر تم احتضار کے وقت امام جعفر صادقؑ کے پاس آتے تو مجیب و مغرب چیز دیکھتے امامؑ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا کہ میرے تمام قرابت داروں کو بلاؤ میں ان سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ام حمیدہ کہتی ہیں میں نے امامؑ کے سب شتر داروں کو بلوایا جب سب آگئے تو امامؑ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (اللہ شفاعتنا..... بالصلوۃ) صلہ ہماری شفاعت اس تک نہیں پہنچے گی جو نماز کو ہمک سمجھے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز علی ابن ابی طالبؑ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اس طرح نماز پڑھ رہا تھا جیسے کوا دانا پھنسنے کے لئے زمین پر اپنی منقار مارتا ہے حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا کہ تم کب سے اسی طرح نماز پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں وقت سے۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ تیرا عمل خدا کے نزدیک اسی طرح ہے جیسے کوا اپنی منقار زمین پر مارتا ہے (لو صلت..... صلوات علیہ و آلہ) اگر تو اسی حالت میں مرجھائے تو امت محمدیہ مصطفیٰؐ پر نہ مرے گا۔ پھر فرمایا (لے اسرقی..... سرقی صلوات) لوگوں میں سب سے بڑا درد وہ ہے جو اپنی نماز چھوڑنے سے یعنی درست ارکان و افعال کے ساتھ نماز ادا نہ کرے۔

صلہ محاسن برقی ص ۷۰

کے محاسن برقی ج ۱۔ ص ۹

صلہ منتخب التواریخ ص ۱۰۰

صلہ انوار النعمانیہ ص ۳۳

## ۷۷ متیقان کا زہد

سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی تو ایک روز میں بھی آپؑ کی ملاقات سے شرف یاب ہوا، جا کر دیکھا کہ آپؑ ایک چھوٹی سی چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں اس گھر میں اس چٹائی کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے عرض کیا یا علیؑ! بیعت الہال آپؑ کے اختیار میں ہے لیکن اس گھر میں آپؑ چٹائی کے علاوہ کوئی دوسری چیز دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ امامؑ نے فرمایا۔ سوید غفلہ! جس مسافر خانہ یا گھر کو چھوڑنا ہوتا ہے عقل مند وہاں وسائل زندگی جمع نہیں کرتا۔ ہمارے لئے دوسرا گھر ہے جہاں امن و راحت ہوگی ہم اپنے تہذیبی اسباب زندگی وہاں منتقل کر دیتے ہیں اور منقریب میں اس گھر کی طرف چلا جاتوں گا۔

اسود اور علقمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے پاس پہنچے تو دیکھا آپؑ کے پاس لیف خرما سے بنا ہوا ایک طبق رکھا ہے اور اس میں خجور کی دو روٹیاں رکھی تھیں اور ان پر جو کی بھوسی بھی دکھائی دے رہی تھی، علیؑ نے روٹی کو اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور توتل کر نمک سے کھانا شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں نے فضل سے کہا اگر تم اس آٹے سے بھوسی نکال کر میرے لئے روٹی تیار کرو تو کیا قباحت ہے فضلؑ نے کہا آپؑ اچھی روٹی کھائیں، اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو میری گردن پر ہے، پھر تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود ہی اس آٹے سے بھوسی جدا کرنے کو منع کیا ہے۔ ہم نے کہا یا علیؑ! آپؑ نے ایسا کیوں کیا حضرت علیؑ نے فرمایا اس طرح نفس اچھی طرح ذلیل ہوتا ہے اور مؤمنین بھی میری پیروی کریں

کے یہاں تک کہ میں اصحاب سے ملحق ہو جاؤں بلکہ

## ۷۸ حضرت علیؑ کی دوسری داستان

ابوہامہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچا تو آپؑ نے ایک تھیل نکالی جس میں روٹی رکھی ہوئی تھی، اور وہ تھیل کھینچ کر تھلی جب آپؑ نے اسے کھولا تو میں نے جو کی سوکھی روٹی دیکھی حضرت علیؑ نے کھانا شروع کر دیا، میں نے عرض کیا میرے مولا! آپؑ روٹی کو تھیل میں رکھ کر اس طرح کیوں بند کرتے ہیں کیوں مہرنگا دیتے ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا ہم مومن ہوں کہ کہیں میرے یہ دو عزیزندہ امام حسن و امام حسین علیہم السلام، روٹی میں کھلی یاروشن نہ بیٹھیں، آپؑ کا لباس کبھی بھی لیف خرما سے سلا ہوا ہوتا تھا، جب آپؑ روٹی کھاتے تو سرکہ یا نمک سے کھاتے تھے، اس کے بعد وہ سبزیاں یا اس سے بھر اگر کبھی کھاتے اور شیر شتر استعمال کرتے تھے آپؑ گوشت بہت کم کھاتے اور فرماتے تھے کہ اپنے شکم کو حیوانات کا مدفن نہ بناؤ، اس خوراک کے باوجود آپؑ تمام لوگوں سے زیادہ قوی اور طاقتور تھے، اگر سنگ اور کم خوار کی سے آپؑ کی قوت و طاقت میں کمی نہ ہوئی ہوتی۔

## ۷۹ شیخ مرتضیٰ انصاری کیسے آدمی تھے؟

شیخ مرتضیٰ انصاری علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنے بھائی کے ساتھ

ملہ الزار انعمانیہ مدوا۔

شیخ شریح نیچ الیافہ، ابن الجہاد، ص ۱۰۵۔

گھر کی طرف چلا تو سوچنے لگا کہ اگر میں یہ کام انجام دوں اور کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کہاں سے آرہے ہو تو جھوٹ نہیں بول سکتا اور اس سچ بولنے پر سخت سزا اور پڑی بد بختی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ لہذا اس نے اپنا ارادہ بدل دیا پھر اس نے دوسرا گناہ کرنا چاہا مگر ایسا ہی خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ آخر کار اسے جھوٹ نہ بولنے کے سبب تمام گناہوں سے نجات مل گئی۔

## ۸۱۔ ناقہ ہشتی

مالک دنیا رکھتا ہے کہ جب لوگ خدا کے لیے زیارت کے لئے جہانے لگے تو ایک ضعیف و ناتوان عورت بھی تھی اور وہ ایک کمزور اونٹ پر سوار تھی لوگ اس اونٹ پر سفر کرنے سے منع کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اونٹ تجھے منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا تو اپنا ارادہ بدل دے لیکن عورت نے ان کی بات نہیں مانی راستے میں اس کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ قافلے سے پیچھے رہ گئی۔

میں نے اس کے پاس جا کر اس کی خدمت کرنا شروع کر دی۔ اور کہا کہ تجھ سے کہا گیا تھا مگر تو نہ مانی۔ اب کیا کرے گی؟ اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا بلکہ آسمان کی طرف سر بلند کر کے کہا: خدا یا! تو نے مجھے نہ میرے قریب رہنے یا اونٹ اپنے گھونک پہنچا یا لاؤ فعل ..... (الہ الیہ) اگر میرے قریب نہ رہے ساتھ کوئی یہ کام نہ کرتا تو میں اس کی شکایت تجھ سے کرتی۔ لیکن اب کیسے شکایت کروں، مالک کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ مہر کے درمیان سے ایک شخص ایک اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہماری طرف نہ رہا ہے اس نے اگر اس عورت سے کہا سوار ہو جا، اس اونٹ کی مانند پورے قافلے میں کوئی اونٹ نہ تھا وہ برق رفتاری کے ساتھ چلا اور ہماری نظروں سے غائب ہو گیا، پھر جب مگر پہنچے تو غمناک

کامران سے مشہد کا سفر کیا۔ پھر تہران آئے وہاں مدرسہ ماورشاہ میں ایک طالب علم کے کمرے میں ٹھہرے۔ ایک روز شیخ نے اس طالب علم کو کچھ پیسے دیئے تاکہ روفی خرید کر لائے جب وہ لے کر آیا تو شیخ نے دیکھا کہ وہ کچھ شیرینی بھی روفی پر رکھ کر لا رہا ہے۔ شیخ نے اس سے پوچھا تم نے شیرینی کیسے خریدی۔ اس نے کہا قرض لے کر آیا ہوں۔ تو جتنی روفی شیرینی سے خالی تھی وہ نے لی اور فرمایا کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس قرض کو ادا کرنے کے لئے میں زندہ رہوں گا۔ (چند سال گزرے کے بعد جب وہ طالب علم نجف گیا تو شیخ سے عرض کیا آپ نے کون سا قافلہ دیا ہے جس کے سبب اس منزل تک پہنچے اور خدا نے آپ کو کامیاب کیا کہ آپ حوزہ عالیہ میں رہتے ہیں اور تمام شیعہ عالم جہان کے مرجع ہیں۔ شیخ نے فرمایا جو کہ میں نے شیرینی لے لی روفی کھانے کی بھی حیرت نہیں کی اور تم نے حیرت کر کے روفی اور شیرینی دونوں کھائی تھیں۔ سہ۔

## ۸۰۔ سچ بولنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے

ایک شخص نے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ نفع ترين کاموں کی طرف میری رہنمائی فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا: اصدق ..... عاشق، ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹ سے بچتے رہو۔ باقی جو دل چاہے انجام دو یہ سن کر وہ تکیہ کر کے لگا اور رسول اکرم کی فرمائش قبول کر کے چلا گیا۔ اس نے دل میں سوچا کہ رسول اللہ نے مجھے جھوٹ کے سوا کسی چیز سے منع نہیں کیا ہے تو اب میں فانی حسین عورت کے گھر جا کر نہا کرنا بیوں۔ جب وہ اس کے

کے دوران میں نے دیکھا اور قسم دے کر کہا تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔ اس نے کہا میرا نام شہرہ ہے۔ میری ماں حضرت فاطمہ زہراء کی کنیز فضلہ کی بیٹی تھیں۔ جو ناقہ قرم نے محراب میں دیکھا تھا وہ جنت سے آیا تھا میں نے خدا کو حرمست و عورت جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قسم دی تھی تو اس نے ایک فرشتے کے ذریعے وہ ناقہ بھیجا تھا تا نکا کر مجھے مار تک پہنچا دے۔

## ۸۲۔ ہارون اور بہلول کی گفتگو

ایک روز ہارون و مقتدر عباسی کے پانچویں خلیفہ انے بہلول کو بلوایا۔ جب بہلول ہارون کے پاس آئے۔ اس نے پوچھا کہ تم مجھے پہچانتے ہو؟ بہلول نے جواب دیا کہ تو وہ شخص ہے کہ اگر تو مغرب میں رہے اور زمین کے شرقی حصے میں کوئی ظلم و ستم ہو تو روز قیامت اس کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا۔ ہارون یہ سن کر خاموش رہ گیا اور کچھ دیر بعد پھر پوچھا۔

ہارون: تمہاری نظر میں میری روش کیسی ہے؟

بہلول: قرآن، کتاب خدا ہمارے درمیان ہے اپنی روش کی تو اس سے کہہ لے۔ قرآن مجید کہتا ہے: تمک افعال انجام دینے والے بہشت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور بدکار و رذیل کے عذاب میں مبتلا رہیں گے اگر تیرا کردار

انہیں قتل نہیں کیا گیا۔

سنے ان الابرار فی نعیم، وان الفجار فی عذاب۔ سورہ انفطار آیت ۱۵۔ ۱۶

ایسا ہے جو تیری آخرت بھی اچھی ہے ورنہ تیری عاقبت بہت بری ہوگی۔ ہارون: تو ہمارے یہ نیک اعمال کہاں ہیں؟ بہلول: خداوند عالم نیک لوگوں کے اعمال قبول کرتا ہے (انما یقبل اللہ من العتقین)۔ عائدہ ۱۲۰۔

ہارون: خدا کی رحمت کہاں ہے اور وہ کیا فائدہ دے گی؟ بہلول: خدا کی رحمت اچھے لوگوں کے نزدیک ہے (ان اللہ قریب من الدین)۔ سورہ اعراف ۱۵۲۔

ہارون: ہماری جو رسول اللہ سے قرابت ہے وہ کیا ہوگی؟ بہلول: روز قیامت مل کے بارے میں سوال ہوگا۔ رشتے اور قرابت کے بارے میں نہ ہوگا (فانما..... ولا یسألون)۔ ص ۱۰۳۔

ہارون: پس شفاعت پیغمبر کہاں ہوگی؟ بہلول: شفاعت رسول خدا اللہ کی مرضی سے تعلق رکھتی ہے (یومئذ....)۔ ورنہ قول: ظلمہ ۱۰۸۔

ہارون: اگر تمہاری کوئی حاجت ہو تو بتاؤ میں بوری کر دوں۔ بہلول: میری یہ حاجت ہے کہ مجھے توفیق دے اور بہشت میں داخل کر دے۔ ہارون: یہ حاجت تو میرے ہاتھ میں نہیں ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ تو مقروض ہو تمہارا قرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بہلول: اگر تو سچ کہتا ہے تو لوگوں کا مال انہیں واپس کر دے۔ اور مقروض ہی مقروض ہے۔ ایسی صورت میں میرا قرض کیا ادا کر سکتا ہے۔

ہارون: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے تمام عمر کا وظیفہ معین کر دوں؟ بہلول: ہارون ہم دونوں ہی بندہ خدا ہیں۔ ہمارا مالک وہی ہے۔ خوشہ اتیری روزی

فرام کرنا ہے وہ مجھے بھی فراموش نہیں کرتا۔ اے

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہم السلام کے شاگرد بھلوں نے اپنے ڈکٹیو مصنف طاعت کے سامنے کہاں آراشی کے ساتھ حق و حقائق کی گفتگو کی اور اپنی گفتگو میں ہر موقع پر قرآنی آیات کے ذریعے باروں کی مذمت کی۔

## ۸۳۔ ماں کا بیٹے پر حق عظیم

ایک شخص اپنا ضعیف ماں کو اپنے کاندھوں پر بیٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ طواف کے دوران پیغمبر اکرم سے ملاقات ہو گئی تو اس نے آنحضرت سے پوچھا، کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ ار قال: لا ولا بنفرتی واحدة، پیغمبر اکرم نے فرمایا نہیں، حتیٰ کہ تم نے اس کے ایک سالن کا بھی جبران نہیں کیا ہے

## ۸۴۔ مکتبہ پیغمبریں زہد و پارسائی

پیغمبر اکرم نے ایک روز دیکھا کہ حسن و حسین علیہم السلام دونوں کا بچہ پتھا چاندی کی ایک ایک زنجیر اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں تو آنحضرت نے اپنے ایک غلام سے جس کا نام ثویان تھا فرمایا کہ ان زنجیروں کو لے جاؤ اور فاطمہ زہرا کے لئے ایک بمبئی چادر خرید لاؤ اور ان کے لئے دو عدد زنجیر علاج زنجیر علاج ہاتھ کے دانست سے بنائی جاتی تھی اور چاندی سے کم قیمت کی ہوتی تھی، خرید لانا

۱۔ عنوان الکلام ص ۷۷

۲۔ تفسیر فی ظلال القرآن ج ۲، ص ۲۱۵۔ (ذیل آیتہ ۱۵۔ رحمتان)

کیونکہ یہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو یہ پسند نہیں کرتا کہ ان کی زینت دنیا میں صرف ہو جائے اور آخرت کے لئے کچھ باقی نہ رہے بلکہ

## ۸۵۔ حضرت آدم چھ مجسموں کے سامنے

حضرت آدم نے ایک روز اچانک دیکھا کہ سیاہ رنگ اور بد صورت تین مجسمے ان کے بائیں جانب اور تین نورانی مجسمے ان کے دایمی جانب کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دایمی طرف والے تینوں مجسموں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو ایک نے کہا میں عقل ہوں دوسرے نے جواب دیا میں حیا ہوں تیسرے نے کہا کہ میں رحم ہوں۔ جناب آدم نے کہا تمہاری منزل کہاں ہے؟ پہلے نے جواب دیا لوگوں کے سر میں۔ دوسرے نے کہا لوگوں کی آنکھوں میں اور تیسرے نے جواب دیا لوگوں کے دلوں میں۔ تب جناب آدم نے دوسری طرف متوجہ ہو کر ان بد صورت اور سیاہ مجسموں سے پوچھا تم کون ہو؟ پہلے نے کہا میں تکبر ہوں تو حضرت آدم نے کہا تمہاری منزل کہاں ہے؟ اس نے کہا لوگوں کے سروں میں۔ جناب آدم نے کہا سر تو عقل کی منزل ہے۔ تکبر نے کہا کہ اگر میں سروں میں داخل ہو جاؤں تو عقل چلی جاتی ہے۔ جناب آدم نے دوسرے سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں طمع ہوں۔ جناب آدم نے پوچھا تیری منزل کہاں ہے؟ کہا آنکھیں تو جناب آدم نے کہا کہ آنکھیں تو حیا کی منزل ہیں۔ طمع نے کہا کہ اگر میں آنکھوں میں داخل ہو جاؤں تو حیا چلی جاتی ہے۔ جناب آدم نے تیسرے مجسمے سے معلوم کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں حسد ہوں۔ تو پوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے؟ اس نے جواب

۱۔ تفسیر ابو الفتوح رازی ج ۱، ص ۱۹۱ (ذیل آیت ۲۰۔ سورۃ احقاف)



دیار لوگوں کے دلوں میں۔ جناب آدمؑ نے کہا۔ دل تو رحم کی جگہ ہے اس نے کہا اگر میں قلب انسانی میں داخل ہو جاؤں تو رحم و مروت نکل جاتے ہیں۔  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی میں گناہ کی طرف قدم بڑھائے تو وہ جو گناہ کرتا رہے گا اس کی مناسبت سے اس کے فضائل اور اخلاق انسانی اس سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

## ۸۶۔ جناب موسیٰ اور شیطان کی گفتگو

جناب موسیٰؑ نے راستے میں شیطان کو دیکھا اس سے پوچھا کہ ایسا کون گناہ ہے کہ اگر انسان اسے انجام دے تو اس پر تو اس طرح مسلط ہو جائے گا کہ اسے جہاں چاہے لے جائے؟ شیطان نے کہا جو شخص اپنے نیک عمل پر خوش ہو اور اسے بزدل سمجھے لیکن گناہ کو معمولی سمجھے ہیں اس پر مسلط ہو جاتا رہوں۔  
اس کے متعلق سعدی نے کہا ہے۔

ترجمہ۔ ۱۔ اگر گناہگار خدا سے ڈرتا ہو تو وہ اس عابد سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو اپنی عبادت کی لوگوں میں نمائش کرے۔

۲۔ چونکہ گناہگار کا جگر سوز و گداز کی بناء پر خون بہہ جاتا ہے اور عابد اپنی عبادت پر اعتماد کرتا ہے۔

۳۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ بارگاہ پروردگار عالم میں غرور و تکبر کرنے کے بجائے قنوتی اور انکساری زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ اس آستانے میں تمہارا عاجز و مسکین بن جانا اطاعت و خود بینی سے زیادہ بہتر ہے۔

## ۸۷۔ یتیم کی سرپرستی کا اجر عظیم

پیغمبر اکرمؐ کے پاس اصحاب بیٹے ہوئے تھے اور آپؐ ان سے گفتگو کرتے تھے اچانک ایک بچہ پیغمبرؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے پیغمبرؐ! میرے باپ کا انتقال ہو چکا ہے میری ایک بہن ہے لیکن ہمارا کوئی سرپرست نہیں مالا مال مال بیوہ ہو رہی چکی ہے۔ خدا نے آپؐ کو جو کچھ عطا کیا ہے۔ اس سے ہماری بھی مدد کیجئے، پیغمبر اسلامؐ نے ہلال سے فرمایا کہ ہمارے گھر جا کر تلاش کرو جو خدا تمہیں ملے وہ لے آنا۔ ہلال حجرہ پیغمبر اسلامؐ میں آئے کافی تلاش و کوشش کے باوجود کیس کا عدد خر مے ملے۔ تو انہیں رسول اللہؐ کے پاس لائے۔ رسول اللہؐ نے اس بچے سے فرمایا کہ یہ خر مے لے لو ان میں سات تمہارے، سات تمہاری بہن اور سات عدد تمہاری والدہ کے لئے ہیں۔ اسی دوران پیغمبرؐ کے ایک صحابی "معاف" نے اس بچے کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کہا خدا تمہاری یتیمی دور کرے اور میں تمہارے باپ کا جانشین بنائے۔ پیغمبر اسلامؐ نے معاف سے فرمایا کہ اس بچے کے بارے میں میں نے تمہاری محبت دیکھی جو شخص کسی یتیم کی سرپرستی کرتا ہے اور دست نوازش اس کے سر پر پھیرتا ہے تو جتنے مال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ خدا ان کے عوض اسے بہتر جزا دیتا ہے۔ اس کے گناہ محو کر دیتا ہے اور اس کے دعائے بلند کر دیتا ہے۔

ملہ المواعظ العددیہ رباب الشلاشہ

ملہ اصول کافی جلد دوم۔ ص ۳۱۳۔ ۳۱۴۔

ملہ مجمع البیان ج ۱ ص ۵۰

## ۸۸۔ اخلاقِ پیغمبر

پیغمبر اکرمؐ ایک کنوئیں کے پاس غسل کے ارادے سے گئے تو آپ کے ایک صحابیِ حذیفہؓ نے ایک کپڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے جب آنحضرتؐ غسل سے فارغ ہوئے تو حذیفہؓ نے بھی غسل کرنا چاہا تو رسول اکرمؐ نے کپڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حذیفہؓ کے پاس کھڑے ہو گئے تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔ حذیفہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں (یہ میری طرف سے جرات ہے)، آپ یہ کام نہ کریں۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ کسی نے کسی سے محبت نہیں کی مگر یہ کہ خدا کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو دوسروں سے زیادہ محبت کرتا ہو۔

## ۸۹۔ پیغمبر اسلامؐ کی بہترین ملاقات

ایک جگہ پیغمبر اسلامؐ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک صحابی انشینؓ نے آکر رسول اللہؐ سے مدد چاہی۔ آنحضرتؐ نے اسے کچھ رقم دی اور پوچھا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے میرے ساتھ عدالت سے کام نہیں لیا۔ صحرا نشین کی اس حشرِ راز حرکت پر مسلمانوں کو غصہ آیا اور اسے سزا دینا چاہی، وہ اسے مارنے کے لئے بڑھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں روکنے کے لئے اشارہ کیا۔ پھر آپ انکو کر اپنے گھر چلے گئے اور کچھ دوسری رقم لاکر صحرا نشین کو دی اور فرمایا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ خداوندِ عالم آپ کو اور آپ کے اعزہ و اقربا کو اجر و ثواب عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تو نے جو پہلے کہا تھا۔ اس سے میرے اصحاب کو اذیت ہوئی اور ان کے دل رنجیدہ

ہوئے۔ اب وہی بات جو تو نے میرے لئے کہی ہے۔ میرے اصحاب کے لئے بھی کہہ تاکہ ان کے دل تجھ پر مہربان ہوں۔ صحرا نشین نے کہا بہت اچھا، یہ کام بھی کروں گا۔ وہ اصحاب کے پاس گیا اور رسول اللہؐ کی عطا سے اپنی خوشی کا اظہار کیا تو وہ بھی اس سے خوش ہو گئے۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اس صحرا نشین کے ساتھ میری مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی آدمی کا اونٹ بھاگ گیا ہو۔ لوگ اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہے ہوں، لیکن وہ جتنا اسے پکڑنا چاہتے ہوں وہ اور زیادہ دور ہوتا چارہ ہاں ہو لیکن اونٹ کا مالک کہہ رہا ہو کہ اسے لوگوں! تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ تم الگ ہو جاؤ۔ میں اپنے اونٹ کے لئے تم سے زیادہ مہربان اور دانا ہوں۔ پھر وہ آہستہ سے اونٹ کے پاس جائے اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر گردوغبار صاف کر لے اور اس پر سوار ہو کر اپنے گھر واپس آجائے اور اگر میں تمہیں، تمہاری حالت پر چھوڑ دیتا تو تم اس بادِ نشین پر حملہ کرتے اور اسے قتل کر دیتے وہ جہنم میں چلا جاتا۔ یعنی یہ طریقہ درست نہیں ہے تمہیں لوگوں کی نجات کے لئے کوشش کرنا چاہئے ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس کے سبب وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بدبخت اور سیاہ رہو جاؤ! (۱)

## ۹۰۔ بیمار کی عیادت اور اس کی بددعا

پیغمبر مہربان جو کہ اکثر و بیشتر مسلمانوں کی احوال پر ہی کرتے رہتے

تھے، آپ نے ایک مرتبہ سنا کہ ایک صحابی بیمار ہو گیا ہے۔ آپ اس کی عیادت کے لئے گئے اور اس کے بستر کے پاس بیٹھ گئے۔ بیمار نے کہا: نماز مغرب میں نے آپ کے ساتھ جماعت سے پڑھی تھی تو آپ نے سورۃ قارعہ (قرآن مجید کی سورۃ نمبر ۱۰۱) پڑھی (میں بہت متاثر ہوا) میں نے عرض کیا: پروردگار! اگر میں تیرے نزدیک گناہگار ہوں اور تو مجھ پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو اسی دنیا میں مجھ پر عذاب نازل کر دے۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تم نے ٹھیک نہیں کہا تمہیں یہ کہنا چاہئے تھا کہ (رہنا اٹنا..... عذاب النار) پروردگار! مجھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دونوں جگہ اجر و ثواب عطا فرما۔ اور جنہم سے محفوظ رکھنا صلیبیغیر نے اس کے لئے دعا کی اور وہ صحابیاب ہو گیا۔ ۱۰

## ۹۱۔ موازین اسلام کی رعایت

ایک عورت نے آکر رسول اسلام سے عرض کیا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجیئے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر چلی جا۔ وہ عورت اپنے گھر چلی گئی اور پھر دوسرے روز آکر عرض کیا میں نے زنا کیا ہے (حد جاری کر کے) مجھے پاک کر دیجیئے۔ پیغمبر نے فرمایا اپنے گھر جا، وہ عورت چلی گئی پھر تیسرے روز آکر عرض کیا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجیئے۔ خدا کی قسم میں (زنا کے ذریعہ) حاملہ ہوئی ہوں، آنحضرت نے فرمایا جہد تک بچہ نہ پیدا ہو اپنے گھر جا کر بیٹھو وہ

۱۰ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۰۱۔

۱۱ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۲۰۵۔

پھر واپس چلی گئی اور ولادت کے بعد بچے کو گود میں لے کر پیغمبر کے پاس آئی پیغمبر نے فرمایا مجھ کو دودھ پلا۔ جب اس کے دودھ پینے کی مدت تمام ہو جائے اور وہ کھانا کھانے لگے تو آنا، وہ پھر واپس چلی گئی اور کچھ مدت بعد آکر کہا میں نے اس بچے کو دودھ پلا دیا ہے اب یہ کھانا کھانے لگا ہے لہذا بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھا۔

اس وقت (تین مرتبہ اقرار کے بعد) آنحضرت نے ایک مسلمان کو گڑھا کھودنے کا حکم دیا، جب گڑھا تیار ہو گیا تو عورت کو گڑھے میں کھڑا کر دیا اور احکام اسلامی کے مطابق اسے سنگسار کیا۔ اسی دوران خالد بن ولید (ایک نادان مسلمان) نے ایک پتھر لے باخر سے کی ٹکڑی کا ایک ٹکڑا، اس عورت کو مارا۔ وہ اس عورت کے سر پر پڑا اور خون اچھل کر خالد تک آیا، خالد کو غصہ آگیا اور عورت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب یہ بات پیغمبر کو معلوم ہوئی تو خالد سے فرمایا خاموش رہو، اسے برا نہ کہو، اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس عورت نے اس طرح توبہ کی ہے کہ اگر کوئی جواری بھی اس طرح توبہ کرتا تو خدا اسے بھی بخش دیتا پھر آپ نے اس کے جنازے کو اٹھانے کا حکم دیا۔ آپ نے خود اس کی نماز میت پڑھائی مسلمانوں نے اسے دفن کر دیا اس طرح رسول اسلام نے حد جاری کرنے میں بھی اصول اخلاق کی رعایت کا حکم دیا اور خالد کو بدگونی سے منع کیا۔

۱۲ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۵۱۲۔

## ۹۲۔ ابوطالب کا ایک مسلمان سے دفاع

صدر اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا وہ بڑے بڑے خطرات سے دوچار ہو جاتا تھا، عثمان بن مشغول نے بھی اسلام قبول کیا اور اسی دین پر باقی رہا۔ یہاں تک کہ مشرکوں کو نصیحت کر کے دعوت اسلام دیتا تھا۔ ایک روز عثمان مشرکوں سے بات چیت کر رہا تھا اچانک بعض لوگوں نے (پہلے سے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق) عثمان پر وار کر دیا اور ایک مشرک نے عثمان کی آنکھ پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ ماہر نکل آئی اور حلقہ چشم کٹ گیا۔

جب جناب ابوطالب کو اطلاع ملی تو آپ نے اس شخص سے انتقام لینا چاہا تو قریش نے ابوطالب کے پاس آکر قسم دی، اس شخص کو معاف کر دیا لیکن جناب ابوطالب نے بھی غوراً قسم کھائی کہ میں انتقام لینے بغیر چین نہ لوں گا لہ اس سے حضرت علیؑ کے پدر بزرگوار کی شہاست اور جواں مردی کا حصہ اسلام کے حساس ترین دور میں بھی پڑ جاتا ہے اور ان کی اسلام کے ساتھ وفاداری اور بلند ایمان معلوم ہوتی ہے۔

## ۹۳۔ قرآن کا جواب لانے کی کوشش

ایک روز چار بڑے دہریے جو کہ خدا کے منکر تھے یعنی ابو شاکر و یسائی، ابن ابی العوجا، عبد الملک ابصری و ابن مفعف۔ مکہ میں خاندانِ خدا کے

لے شرح بیچ البلاذری ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۳۱۳۔

پاس جمع ہوئے اور ایک طویل گفتگو کے بعد ابی العوجا نے کہا کہ ہم چار آدمی ہیں یہ سب کمر لینا چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک ایک چور بخانی قرآن پر نقص وارد کرے اور اس کام کے لئے اپنا پورا وقت صرف کر دے۔ یہ پیشینہ سب نے قبول کر لی، اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ آئندہ سال چاروں آدمی پھر خانہ کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور ہر ایک کے کام کے متعلق پوچھا۔ ابن ابی العوجا نے کہا جب میں تم لوگوں سے جدا ہوا تو اس آیت (فلما استبنا منه مخلصوا بھنا لعلہ کے بارے میں غور و فکر کی اور میں نے اس کی فصاحت و بلاغت میں تصرف کرنے یا اس کے جملوں کی جگہ کوئی بہترین جملہ رکھنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور اس آیت کے بارے میں غور و فکر کرنے کی وجہ سے میں دوسری آیات پر غور نہ کر سکا عبد الملک نے کہا میں نے اس آیت کے بارے میں تفکر کیا (یا بیچنا الناس ..... الطالب و المطلوب) لہ میں نے بہت کوشش کی مگر اس کی مثل ایک آیت بھی نہ بنا سکا۔

ابو شاکر نے کہا میں اس وقت سے اب تک اس آیت کی فکر میں

لے ترجمہ "پس چھپ (یوسف کو لے جانے سے) مایوس ہو گئے تو راز گو ایک طرف ہو گئے" (سورہ یوسف آیت نمبر ۴)۔  
لہ اسے لوگو! ایک حزب النمل پر غور کرو، یہ شک تم خدا کے علامہ جن لوگوں کو بچا رہے ہو وہ ایک مکھی ہیں یہاں تک کہ انہیں کر سکتے۔ اگر چھپ کر بھی کوشش کریں اور اگر مکھی ان کی کوئی چیز لے جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے، طالب و مظلوم دونوں مالتوان ہیں سورہ حج آیت ۴۲ ح

ہوں (ولو كان ..... لفسدنا) لہذا اس آیت کی مثل میں کوئی آیت نہ لاسکا۔

ابو مقفع نے کہا کہ دو متون! میں اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ قرآن کسی بشر کا کلام نہیں اور میں بھی اس وقت سے اس تک اس آیت کے بارے میں متفکر ہوں کہ یا ارض ..... قمضی الامر ..... اللہ میں اس آیت کی فصاحت و بلاغت اور اس کے بلند پایہ معنی تک نہ پہنچ سکا اور اس کی نظیر مجھے نہ ملی۔  
ہشام کہتا ہے کہ اسی وقت میں امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گذرے اور یہ آیت پڑھنے لگے۔ (قل لمن ..... لبعض ظہیرا) اللہ۔

وہ چاروں آدمی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور حیران ہو کر بولے کہ اگر اسلام کچھ حقیقت رکھتا ہے تو مسلمانوں کا موجودہ رب جعفر بن محمد کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، لیکن ان کے وجود و فکر کی عظمت نے ہمیں تحت الشعاع قرار دے دیا ہے پھر اپنے عجز و ناتوانی کا اعتراف کرتے ہوئے چاروں ایک دوسرے سے چہا ہو گئے۔ اللہ

اللہ اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود ہوتا تو دونوں تباہ و برباد ہو جاتے (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۲۱)

اللہ (طوفان نوح کے موقع پر) زمین سے کہا گیا کہ اپنا پانی پی لے اور اسے آسمان! تو بارش بند کر دے، پانی ختم ہو گیا اور کام تمام ہو گیا۔

اللہ (اسے عہد) کہہ دو کہ اگر جن و انس بھی اس قرآن مجید کا جواب لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

(سورۃ اسراء - آیت نمبر ۸۸)

اللہ استبحار طبرسی ج ۲ ص ۱۳۲۔

## ۹۴۔ ماموریت میں معاویہ کا نفاذ

حضرت علیؓ کی فوج کے سردار رشید مالک اشتر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہیں معاویہ کے مقرر کردہ ایک شخص نے جس کا نام نافع تھا، اس طرح زہر دیا کہ جب مالک اشتر کو حضرت علیؓ نے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا اور یہ کوثر سے مصر کے لئے روانہ ہوئے تو نافع نے ایک فقیر بن کر مالک سے راستے میں ملاقات کی اور مالک کی خدمت گزاری کرنے میں مشغول ہو گیا، اس نے فضائل علیؓ کو بیان کر کر کے، خود کو پیروان علیؓ میں سے اس طرح ظاہر کیا کہ مالک کو اس کی باتوں پر یقین ہو گیا، یہاں تک کہ جب شہر قلمز پہنچے تو مالک کو محسوس ہوئی، نافع نے موقع پاتے ہی پانی کو زہر آلود کر کے مالک کو پلا دیا، آہستہ آہستہ مالک کی حالت متغیر ہوئے لگی، آخر کار شہید ہو گئے۔

اس روایت سے بھی معاویہ کی خباثت کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں بھی منافقین اور شیطان کے پیرو کبھی بھی مامور نفوذی کے ذریعے لوگوں کو قتل کرنے میں استفادہ کرتے تھے۔

## ۹۵۔ عجیب جواب

کہا جاتا ہے مشرکین کے سرداروں میں سے ایک شخص ولید بن عقبہ نے

اللہ ہمارے مقدیم ہے، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، مالک اشتر محمد رضا الحکیم ص ۱۵۱  
روایت میں معمولی فرق بھی پایا جاتا ہے بعض لوگوں نے اس فقیر کا نام موسیٰ آل عمران لکھا۔



جس کو گلی سرسبز قریش کہا جاتا ہے، قرآن مجید پر تین اعتراض کئے اور کہا قرآن مجید میں "آستغفر" (سورہ بقرہ - ۲۱) "تجانب" (سورہ مبارکہ ص ۵) اور کبارہ (سورہ نوح - ۱۲۲) استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ یہ کلمات فصیح و بلیغ نہیں ہیں۔ ایک روز ولید کچھ لوگوں کے ساتھ خدمت پیغمبر اسلام میں آیا پیغمبر اسلام ظاہر اس کے احرام کے لئے چند بار کھڑے ہوئے اور بیٹے اور ولید کو برا بھلا ہوا ہوا اس نے فوراً کہا "استغفرنہ وانا من کبار القریش وانا من هذا الشیء" عجیب یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں حالانکہ میں بزرگان قریش میں سے ہوں۔ لے

اس طرح اس نے ایک چھوٹی سی گفتگو میں تینوں کلمات کو جن پر اعتراض کرتا تھا، غیر ارادی طور پر اپنی زبان پر جاری کیئے حالانکہ وہ عرب کے برجستہ خطباء میں سے تھا، لیکن اس نے اپنے اعتراضات کا جواب خود ہی ادا کر دیا۔

## ۹۶۔ فلسفہ ہفت تکبیر

ہشام بن حکم کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کی ابتدا میں سات تکبیریں کیوں منتخب ہیں؟ اور رکوع میں سبحان ربی العظیم و بجدہ، سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ و بجدہ کہنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟ امام نے فرمایا کہ خدا نے سات آسمان پیدا کئے ہیں اور زمین کے بھی سات طبق ہیں اور سات پردہ قرار دیئے ہیں۔ جب شب معراج

لے مجموعہ خطبہ

رسول خدا آخرین نقطہ کمال کو پہنچے تو ان کے سامنے سے ایک پردہ ہٹ گیا، آنحضرت نے تکبیر کی پھر دوسرا پردہ ہٹ گیا، حضرت نے پھر تکبیر کی اسی طرح ساتوں پردے ہٹ گئے اور حضرت نے ہر پردے کے پٹنے پر تکبیر کی۔ جب ساتوں پردہ ہٹنے کے بعد عظمت و جلال خدا کو دیکھا تو آپ لرز گئے اور جھک کر اپنے ہاتھوں کو گھسنے پر رکھ کر کہا سبحان ربی العظیم و بجدہ اور پروردگار عالم پاک و منزہ ہے میں اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں، جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوئے تو پچھلے سے زیادہ عظمت و جلال خدا دیکھی، فوراً سجدے میں پھلے گئے اور کہا سبحان ربی الاعلیٰ و بجدہ اور پروردگار فوق اعلیٰ پاک و منزہ ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں، آپ نے جب سات مرتبہ یہ حمد کہا تو جسم سے لرزہ دور ہو گیا۔ لے

## ۹۷۔ خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے

حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر اپنی مناجات میں عرض کیا یا اللہ العالمین! (اے کائنات کے مالک) تو جواب آیا لبیدت، یعنی ہم نے تمہاری دعا قبول کی، پھر جناب موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ الطیعین! (اے اطاعت کرنے والوں کے خدا) تو جواب آیا لبیدت، ہمیری مرتبہ جناب موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ العالحین! (اے گناہگاروں کے خدا) تو تین مرتبہ آواز آئی لبیدت لبیدت، لبیدت موسیٰ نے عرض کیا۔ پروردگار! آخری بار تین مرتبہ لبیدت کی آواز کیوں سنائی دی۔ تو خطاب ہوا کہ موسیٰ، عارفین اپنی معرفت پر

لے علل الشرائع - ص ۳۱

نیک لوگ اپنے اعمال خیر پر اور مطیع اپنی اطاعت پر اعتماد رکھتے ہیں لیکن گناہگار میرے فضل کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں رکھتے اگر وہ میری بارگاہ سے ناامید ہو جائیں تو کس کی بارگاہ میں جا کر پناہ حاصل کریں گے

## ۹۸۔ دُعا کے لئے مقدس جگہ

نمود بن لبید کہتا ہے کہ رسول خدا کی رحلت کے بعد آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اکثر (مدینہ کے قریب) شہدائے احد کی قبروں کے پاس تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں دعا و مناجات اور خدا سے راز و نیاز کی گفتگو کرتی تھیں اور یاد پیغمبر اسلام میں گریہ کناں رہتی تھیں ایک روز میں حضرت حمزہ کی زیارت کے لئے ان کی قبر کے پاس گیا تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہرا وہاں رو رو کر مناجات کر رہی ہیں کھڑا دیکھتا رہا۔ جب آپ خاموش ہو گئیں تو عرض کیا اے سیدہ نساء العالمین آپ کے گریہ فرمانے سے میرا دل کانپ گیا۔ حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے ابا عمر! گریہ کرنا میرے لئے سزاوار ہے کیونکہ اپنے شفیق اور بہترین باپ کی جدائی سے دوچار ہوئی ہوں میں کتنی زیادہ آنحضرت کے دیدار کی مشاق ہوں؟ پھر میں نے شہزادی سے کچھ سوالات کئے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ رسول نے اپنی رحلت سے قبل کس شخص کو اپنا جانشین معین کیا تھا؟ تو آپ نے فرمایا مجھے تعجب ہے تم روز عید غدیر کو بھول گئے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فراموش نہیں کیا ہے لیکن میں آپ سے اس موضوع پر کچھ سننا چاہتا ہوں، شہزادی نے فرمایا خدا گواہ ہے

کہ میرے باپ نے فرمایا۔ (علی خیر..... صلب الحسین ائمتہ....) علی بہترین شخص ہے جسے میں نے تمہارے درمیان اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ وہ میرے بعد تمہارا امام ہے اور میرے دو بیٹے (حسن و حسین علیہم السلام) اور نو فرزند ان حسین علیہم السلام، امام برحق ہوں گے۔ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو راہ حق پر گامزن رہو گے۔ اور اگر مخالفت کی تو روز قیامت تک تمہارے درمیان اختلاف رہے گا۔

## ۹۹۔ جنت میں حضرت عباس علیہ السلام کی منزلت

ایک روز امام زین العابدین نے عبید اللہ زعفرانی سے حضرت عباس قمر بنی ہاشم ابو الفضل کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور فرمایا پیغمبر اسلام پر سب سے زیادہ محبت والا وہ دن تھا جب جنگ احد میں آنحضرت کے چچا جناب حمزہ شہید ہوئے اور اس کے بعد مصیبت عظمی کا وہ دن تھا جب جنگ موتہ میں آنحضرت کے چچا زاد بھائی جناب جعفر طیار شہید ہوئے پھر فرمایا روز عاشورہ کے شعل کوئی دن نہیں ہے۔ تیس ہزار آدمی جو دعویٰ اسلام تھے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو گمیر لیا، آپ کا خون بہا کر تربت خدا حاصل کرنا چاہی۔ اس وقت فرمایا کہ میرے چچا عباس پر خدا رحمت نازل کرے انہوں نے جہاد اکبر کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھ بھی کاٹ دیئے گئے۔ خدا نے دونوں بازوؤں کے عوض جنت میں انہیں دو پر عطا کئے ہیں اور وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔

جیسا کہ جناب جعفر طیار بن النما طالب کو بھی دو ہر مطا کے گئے ہیں لیکن  
میرے چچا عباس علیہ السلام کا نزد خدا وہ مقام ہے جسے دیکھ کر روزِ عشر  
تمام شہداء اور شہک کریں گے۔ لے

## ۱۰۰۔ علیؑ کے ہاتھوں زراعت میں وسعت

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دیکھا کہ امیر المومنین  
علیؑ اپنے مرکب پر سوار ہیں اور تخم خرما اس پر بار کئے ہوئے ہیں۔ جو ا کی  
طرف چلے جا رہے ہیں۔ اس نے قریب آکر پوچھا یہ کیا ہے جو اب حضرت علیؑ  
نے فرمایا "اگر خدا نے چاہا تو ایک لاکھ درخت خرما ہیں یہ پھر آپ انہیں بھرا  
لے گئے اور کافی زحمت و کوشش کے ساتھ انہیں بھریا۔ پھر ان دیکھ بھال کرتے  
رہے۔ آہستہ آہستہ وہ اگنے لگے اور ایک چرا باغ تیار ہو گیا جس میں ایک  
لاکھ خرما کے درخت تھے۔

MOWLANA HASIN SEVIANI

MAHUVI, GUJARAT, INDIA

PHONE : 0791 2846 20711

ALIX : providing@netvision.com

## فہرست کتب

۱۔ قرآن مجید ترجمہ رحیمین علی ترویج	220/-	۲۵۔ سفید نباتات قصائد
۲۔ قرآن مجید مترجم مترجم سادہ	160/-	۲۶۔ مثنوی دانی کلید در رحیمین
۳۔ نیج السیاق اردو ہندی	150/-	۲۷۔ ہدی العالمین علی اردو
۴۔ تحفۃ العوام کلاں	100/- - 50/-	۲۸۔ سب سے اچھا کس کا دین
۵۔ وظائف الابرار	65/- - 55/- - 45/-	۲۹۔ لایاب دُعائیں
۶۔ مناقب الجنان اردو	45/- - 120/-	۳۰۔ جامع الانبیا اردو
۷۔ چودہ مستاد	110/-	۳۱۔ کہانی جناب زمین
۸۔ تاریخ ائمہ	120/-	۳۲۔ کہانی سیدہ 2/ نذر صادق
۹۔ حق مان کیہ مکمل	300/-	۳۳۔ تحفۃ العوام ہندی
۱۰۔ سیرت امیر المومنین دو جلدیں	220/-	۳۴۔ تہذیب الاسلام اردو
۱۱۔ الفرقۃ الناجیہ	100/-	۳۵۔ تعلیم قرآن مجید مقبول احمد صاحب مرحوم
۱۲۔ الدرر الساکب اردو	180/-	۳۶۔ سئلو تاریخ کہانیاں اردو
۱۳۔ حیات القلوب ۳ جلدیں	550/-	۳۷۔ " " " ہندی
۱۴۔ بدایت الشیعہ اردو	130/-	۳۸۔ انکسار کتب میں عبدالکریم شمس الدین
۱۵۔ تفسیر نمونہ فی جلد	150/-	۳۹۔ انکسار قرآن
۱۶۔ معانی السبطین دو جلدیں	260/-	۴۰۔ مذہب شیعہ کے حق پر ہونے کے کلائل
۱۷۔ ارتح المطالب اردو	200/-	۴۱۔ محمد و آل محمد کی معرفت نورانیت کے سانچے
۱۸۔ نور ایمان اردو	100/-	۴۲۔ مختار نامہ اردو مکمل
۱۹۔ نعیم الابرار جلد اول	85/-	۴۳۔ اسلامی اخلاق و ادب کی باتیں
۲۰۔ نعیم الابرار جلد دوم	85/-	۴۴۔ کربلا شہنشاہی
۲۱۔ نعیم الابرار جلد سوم	90/-	۴۵۔ عرفان امامت۔ حالات امام زمانہ
۲۲۔ نعیم الابرار جلد چہارم	90/-	۴۶۔ بہار الانوار اب تک دس جلدوں سے
۲۳۔ نعیم الابرار جلد پنجم	30/-	۴۷۔ فقہت چہ
۲۴۔ شہادت صادقین مجلس	30/-	

اس کے علاوہ مرثیہ، لوح جات و مجالس و تادیب کتب موجود ہیں۔

ملہ بہار ماحدیہ ج ۱۔ حصہ ۳، مکتبہ العقاب ج ۱۲ حصہ ۱۔

فہرست کتب برائے مہکارت نامہ

درجہ اول مکمل

المحكمة العليا

لای تاوانه بگمان بماند حق در حق و بیست و نه

ذریعہ دوم کھلیے

المسألة الأولى

۶- کتب و کتابخانه

مكة من اسيرت

الحمد لله

خبر سوم کے لئے  
امینہ اور عائشہ

گیاں بھارتی حکومت

المصطلحات

کتاب کا نام: کتاب الہیات

۱۰۰

10/10/10

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله الطيبين  
الطاهرين

١٢٠٠

الحمد لله رب العالمين

ایک ایک قراہ: چری نہیں

4. 2. 1.

تعداد رکبہیں

۱۰۰ روپيا ڪيٽ ۾ ڪيترائي ڀاڱا ڪري ڇڏيا

42135142410



22

0-2000

3350



1998

درخت چنار حبلہ

چند کتب فائده اندک میر محمد

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

[illegible]

پروامید در انجمن

areast.com